ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

تصنیف

فاضل اجل عالم باعمل وحید العصر علامة الدہر حضرت حاجی حافظ مولانا مولوی
محمد فیاض الدین صاحب فیاض خطیب تعلقہ مومن آباد ضلع بیر اعلی اللہ مقامہ
مصنف ثمرۂ فصاحت و مرکز غم و رسالہ دھمیاں

(یعنی)

مثنوی فیاض

(جسکی)

اکٹھی دو ہزار ستائیس جلدیں اعلیحضرت سلطان العلوم ناصر الاسلام والمسلمین خلد اللہ ملکہ
و ضاعف عمرہ و اقبالہ کی فیاض گورنمنٹ نے خرید فرمائیں اور مدارس ملحقہ نظامت تعلیمات میں تقسیم کیں
بندۂ خاکسار محمد عبد الوہاب عندلیب مدیر رسالہ واعظ فرزند مصنف نے

(باہتمام)

اخی المعظم مولوی محمد عبد الحمید صاحب مطبع اعظم جاہی میں چھپوایا

طبع سوم [illegible] نمبر طبع (۵۱)

[illegible] ب [illegible]

(۱) مواعظ میلاد۔ مولفہ جناب مولوی محمد عظیم صاحب واعظ سرکار عالی ماہ ربیع الاول شریف کی بارہ محفلوں کے لئے بارہ وعظ مرتب کئے گئے ہیں جنمیں وہ اصلاحی امور درج ہیں جو عام طور پر محافل میلاد میں بیان نہیں کئے جاتے اور جسکی وجہ سے وہ فوائد مترتب نہیں ہوتے جنکو مرکوز رکھکر محفل میلاد کو رواج دیا گیا تھا قیمت .... عیمر

(۲) مجالس محبوب مولفہ ایضاً ماہ ربیع الثانی کی گیارہ مجلسوں کے لئے گیارہ وعظ قابل دید وشنید بجائے موضوع اور ضعیف الروایات قصوں کے حضرت غوث پاک کے صحیح حالات اور مواعظ کو مختلف عنوانات کے تحت منضبط کیا گیا ہے قیمت .... عمہ

(۳) خاتم النبیین مولفہ ایضاً نہایت ہی دلچسپ مکالمہ ہے جس میں قادیانوں کے تمام دلایل کو نہایت عمدگی سے رد کرکے ثابت کر دیا گیا ہے کہ آنحضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی اور اب کوئی تشریعی یا غیر تشریعی ظلی یا بروزی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا۔ اس کتاب کے کثیر التعداد نسخے کارخانہ واعظ نے چھپوائے ہیں۔ اور صرف مقصد یہ ہے کہ عقاید راسخ ہوں اور ان کی اصلاح ہو حجم (۴۰) صفحات ہے۔ محصول ڈاک کے علاوہ قیمت جو کچھ بھیجدیجائے قبول کر لیجائے گی۔

(۴) رسالہ واعظ کا شہادت نمبر حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے صحیح حالات نہایت عمدگی سے لکھے گئے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ مصنوعی قصص سے مجالس عزا کو بدنام نہ کریں صحیح واقعات بیان کریں۔ جو اس کتاب میں ملیں گے قیمت .... (۷۸)

دفتر رسالہ واعظ شاہ علی بنڈہ حیدرآباد دکن سے طلب کیجئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زمین و آسماں اللہ کا ہے — یہ سب کون و مکاں اللہ کا ہے
نہ کیوں کر ہوں یہ قدرت کے نمونے — کہ ہیں سب اسکی قدرت کے نمونے
وہی معبود برحق ہے جہاں میں — اسی کا حکم مطلق ہے جہاں میں
کرے وہ آب سے موتی کو پیدا — کرے موتی میں پھر وہ آب پیدا
تصرف کس سے ہو سکتا ہے ایسا — ہے ہر شے کے مناسب حسن کیسا
جسے چاہے وہ مٹی میں ملا دے — جسے آبِ خضر چاہے پلا دے
جہاں کا انتظام اس کا ہی حق ہے — عجب ناظم عجب نظم و نسق ہے
ثنا میں ہے زبانِ موج گویا — لب ساحل سے ہے تسبیح پیدا
جو اس کا شورِ الفت ہو جگر میں — اثر ہو بات میں پیدا نظر میں
زمین اور آسمانوں کو برابر — ہلا دے نعرۂ اللہ اکبر
کوئی آواز گر دل سے نکل آئے — صدائے شہپرِ جبریل بجائے
تبسم لب میں غنچہ کے نہاں ہے — ہنسی رخسارۂ گل سے عیاں ہے
یہ سب نیرنگ ہیں باغِ جہاں کے — کھلے ہیں اسکی قدرت کے شگوفے
گناہوں پر کرے جو عذر خواہی — تو بخشے اپنی رحمت سے الٰہی

عبادت پر اگر ہو کوئی مغرور
تو کر دے اُسکو رحمت سے وہیں دور

ضعیفوں کو اگر طاقت عطا ہو
تو اک چیونٹی سے عاجز اژدہا ہو

عجب حلم اُس کریم پاک کا ہے
کہ حیراں وصف میں عقل رسا ہے

خدائی کا کرے فرعون دعوے
رہے پھر مستحق بھی سلطنت کا

سریر آرا رہیں شداد و نمرود
کہ تھے جو سخت بے ایمان و مغرور

نہیں اللہ کو کچھ اس کی پروا
کہ مومن یا ہو کافر کافرما

خدا ہوتا اگر دنیا سے راضی
تو دیتا ہر نبی کو بادشاہی

ملاتا خاک میں ہر اک شقی کو
نہ دیتا گھونٹ پانی کا کسی کو

سرور عیش دے چاہے وہ جسکو
مصیبت میں رکھے چاہے وہ جسکو

زمیں پر جتنے ہیں دریا و کہسار
جہاں تک دیکھئے اشجار وانہار

فلک پر بھی ستارے جسقدر ہیں
ہزاروں شمس ہیں لاکھوں قمر ہیں

بناوٹ صاف انکی کہہ رہی ہے
بنانے والا انکا ایک ہی ہے

بیان صفات اربع عناصر

اگر پانی نہ برسے آسماں سے
زمیں میں پھر ہو شادابی کہاں سے

کھلی ہے بات سمجھو یا نہ سمجھو
نہ ہرگز رزق ہاتھ آئے عزیزو

چمن میں پھول سب پژمردہ ہوجائیں
یہ سب ذی روح جو ہیں مردہ ہوجائیں

غبار رنج چھا جائے جہاں پر
زمیں اُڑ اُڑ کے پہونچے آسماں پر

تعطش کا پھر ایسا زور ہوجائے
کہ آبِ زندگانی شور ہوجائے

حیات و زیست سے محروم سب ہوں
بتوں کے مثل عاشق خشک لب ہوں

مکاں ہوں امن و آسائش کے ویراں
بنے صبح وطن شام غریباں

کھلا اس سے بنایا جس نے پانی
اسی نے دی بشر کو زندگانی

ہوا اگر چلتے چلتے بند ہو جائے
بشر اپنی حرارت میں پگھل جائے
ہوا کے حبس کا ایسا اثر ہو
صدا پیدا نہ ہو پھر کوئی زنہار
جہاں میں زیست کا ہو نام عنقا
تو سمجھو کی ہے جس نے سانس پیدا
اگر آتش نہ ہو دنیا میں موجود
غنی ہو کر بھی مفلس ہر بشر ہو
کرشمے ہیں یہ قدرت کے ہویدا
تہ خاک ایک دن سو جائیں گے پھر
اُٹھیں گے خاک سے پھر روز محشر
جہاں میں خاک سے روئیدگی ہے
کوئی چشمہ ہو یا نہر رواں ہو
کوئی قلزم ہو یا کوئی سمندر
عیاں یہ دیدۂ ادراک میں ہے
بیاں اس کا نہیں امکان میں ہے

عذاب گور سے وہ چند ہو جائے
کہ دم لینا ہو مشکل دم نکل جائے
پسینا پاؤں کا بالائے سر ہو
نکلنا بات کا منہ سے ہو دشوار
ہوا بنکر اُڑے ہستی کا خاکا
وہی اللہ خالق ہے ہوا کا
تو سب اسباب ہوں راحت کے مفقود
رہیں بے خانماں گھر ہو نہ در ہو
ہوے ہم خاک سے دنیا میں پیدا
سراپا خاک ہی ہو جائیں گے پھر
غبار مرگ کو سر سے گرا کر
بساط خاک پر بستی بسی ہے
کوئی تالاب یا گہرا کنواں ہو
مقام اُن کا ہے دیکھو خاک ہی پر
سب اسباب ضروری خاک میں ہے
فنعم الماہدون قرآن میں ہے

احسانات الٰہی کا بیان

کرے جو قصد نیکی کا مصمم
اگر ہو جائے اس نیکی کا فاعل
مصمم ہو بدی کا گر ارادہ
نہ ہرگز ہو عقوبت کا سزاوار

ملے اجر ایک نیکی کا اُسے دم
کرے دس نیکیوں کا اجر حاصل
تو جبتک ہو نہ سرزد فعل اُسکا
زہے رحمت زہے افضال غفار

اگر اس فعل بد سے باز آجائے
تو اس کا اجر بھی اللہ سے پائے
خطا کرکے جو تائب ہو گنہگار
تو ہے بخشش کو وہ موجود غفار
غرض اللہ کے لاکھوں ہیں احساں
کہ جس کے شکر میں عاجز ہے انساں
اگر ہر موی تن گردد زبانے
ز تو رانم بہر یک داستانے
نیارم گوہر شکر تو سفتن
سر موئے ز احسانِ تو گفتن

پہلا باب سلطنت الٰہی کے بیان میں

جہاں کے بادشاہوں کا ہے دستور
کہ وہ ہر کام میں رہتے ہیں مجبور
وزیروں سے نہ جبتک مشورت ہے
نہیں ممکن کہ کار سلطنت ہو
کوئی گر دور سے ان کو پکارے
کہاں سنتے ہیں یہ غفلت کے مارے
رعیت پر اگر بیداد ہوجائے
خبر دربار میں جب تک نہ آئے
انھیں کچھ علم اس کا ہو نہ حاصل
رہیں مظلوم کی حالت سے غافل
یہ ہوں جب اپنے دار السلطنت میں
نہ ہر گز دور کا ہنگامہ دیکھیں
کوئی ان کا اگر ہوجائے بدخواہ
نہ اس کے حال دل پر ہوں یہ آگاہ
کوئی گر ملک سے ہوجائے معدوم
انھیں کیا غیب کی حالت ہو معلوم
زمانہ سے سفر ہوتا ہے ان کا
ہوا پر کر و فر ہوتا ہے ان کا
ہمیشہ ہے خطر دشمن کا ان کو
لگا رہتا ہے ڈر دشمن کا ان کو
مصیبت جس طرح اوروں پر آئے
انھیں بھی ذائقے اپنے چکھائے
کبھی بیمار ہوجاتے ہیں یہ بھی
کبھی ناچار ہوجاتے ہیں یہ بھی
نہیں دفع ضرر کا ان کو مقدور
حصول منفعت میں بھی ہیں معذور
نہ پہونچے گر غذا ان کو کسی آن
تو مارے بھوک کے ہوجائیں بیجان
اگر پانی یہ پینے کو نہ پائیں ؛
تو مارے تشنگی کے مر ہی جائیں

وزیروں کے بُرائی دلمیں گر آئے — تو ان کی سلطنت برباد ہو جائے
بڑا رکھتے تو ہیں یہ کارخانہ — بڑھا لیں آپ اپنا آب و دانہ
سلام ان کو کرے ناراض ہو جائیں — اگر دشنام دو انعام فرمائیں
کوئی گر اُن کے آگے سرنگوں ہو — تو نخوت اور یہی ان کو فن ہے
کسی پر لاکھہ دنیا میں ستم ہو — مگر ان کا تعیش کچھہ نہ کم ہو
خلاف اس کے مگر شانِ خدا ہے — کہ اس کا کارخانہ ہی جدا ہے
وزیر اُس کا نہ ہے کوئی مددگار — دلوں کے حال سے وہ ہے خبردار
زمیں میں یا چھپی ہو آسماں میں — کسی شیشے میں یا سنگِ گراں میں
کوئی چیز اُس سے پوشیدہ نہیں ہے — خدا سمجھو بڑا باریک بیں ہے
اسی کے واسطے ہے غیب دانی — اُسی کے واسطے ہے لن ترانی
بڑی ہے سلطنت اُسکی مقرر — کہ اک ذرّہ نہیں طاعت سے باہر
شبِ دیجور میں سنگِ سیہ پر — کوئی چیونٹی نزاکت سے چلے گر
تو اس کے پاوں کی سنتا ہے آواز — سمیع لم یزل بے مثل و انباز
معاذ اللہ اگر چاہے وہ داور — اُلٹ دے آسمانوں کو زمیں پر
ملا دے خاک میں سارے جہاں کو — پلا دے شربتِ مرگ انس و جاں کو
جو برسا دے وہ پتھر آسماں سے — تو آئے روکنے والا کہاں سے
فقیروں کو وہ بخشے پادشاہی — وہ لائے پادشاہوں پر تباہی
کسی کی چھین لے گر سلطنت کو — کوئی اُس سے مقابل کسطرح ہو
کسی شے کو اگر ہو حکمِ معبود — تو لفظ کُن سے ہو جائے وہ موجود
تفرع سے زیادہ ہو وہ مسرور — کرے بندے کو رحمت سے نہ پھر دور
وہ اول ہے وہ آخر ہے وہ ظاہر — وہ باطن ہے وہ حاضر ہے وہ ناظر
نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے نہ سوتا — نہیں اُس سے مقابل کوئی ہوتا
نہ مولود اور نہ والد ہے کسی کا — وہ یکتا ہے وہ یکتا ہے وہ یکتا

صفات اس کے ہیں ظاہر گر کرو غور
مگر جب ذات میں عاجز ہیں ہر طور

بھلا ان پادشاہوں کی ہے قدرت
انھیں کیا اس شہنشہ سے ہے نسبت

دنیا کے پادشاہونکی طرح خدا انتظام سلطنت میں کسی کا محتاج نہیں ہے

بگڑ جائے کسی صوبے کا گر کام
تو ساری سلطنت ہو جائے بدنام

یہ ہو پھر فرض واں کے پادشہ پر
کہ اک حاکم کرے ایسا مقرر

کہ جو تدبیر کی رکھتا ہو قوت
زیادہ سب میں ہو جس سے وجاہت

کہے اس سے یہ ہے ارشاد والا
کہ ہاں سرکار کا ہو کام اچھا

جو ہوگی ملک میں خوش انتظامی
تمھاری اس میں ہوگی نیکنامی

زراعت والے گر ناشاد ہونگے
خزانے ملک کے برباد ہونگے

ستم سے پھیلجائے گی تباہی
تو لٹ جائیگا تاج و تخت شاہی

اڑے گی خاک ساری سلطنت میں
لباس خاکساری سلطنت میں

کہیں فتنے نہ جاگے امن سو جائے
تسلط دیکھو دشمن کا نہ ہو جائے

بہت اس بات سے رہنا خبردار
نہ ہو زنہار کچھ نقصان سرکار

کوئی در پیش آئے واقعہ گر
خبر دربار میں دینا برابر

کہ جس پر مطلع ہو جائیں ہم بھی
کریں اس کا تدارک آکے جلدی

ہزار انصاف پر باندھیں کمر ہم
مگر کچھ رکھ نہیں سکتے خبر ہم

نہیں معلوم کچھ حال رعیت
وہ ہے آزاد یا پابند آفت

کوئی ایسا بھی ہو جاتا ہے حاکم
کہ جو بے رحم ہو یا سخت ظالم

رعایا کو نہیں اتنا بھی یارا
کہ وہ جا کر کسی کا لے سہارا

غضب ہے کر نہیں سکتے گلہ وہ
نہ کر سکتے ہیں طے یہ مرحلہ وہ

نہ آسکتے ہیں دار السلطنت میں
نہ ہے یہ بات انکی مقدرت میں

وہیں خاموش رہ جاتے ہیں ڈر کے — کہاں جائیں بھلا فریاد کر کے
گوارا کرتے ہیں تکلیف و کربت — اُٹھا سکتے نہیں پر رنجِ غربت
تم اُن کے حال سے مالوف رہنا — ہمیشہ عدل میں مصروف رہنا
رعایا کا جہاں تک مدعا ہو — تم اُن کے آپ ہی حاجت روا ہو
اگر قدرت سے باہر ہو کوئی کام — کہ دے سکتے نہ ہو تم اُسکو انجام
کرو سرکار میں صاف اسکی تحریک — کہ اُسپر حکم کچھ ہو جائے گا ٹھیک
رہیں سب راستے ہموار یکسر — رواں ہو بے مشقت ڈاک جسپر
حفاظت مورچوں پر اسقدر ہو — کہ چیونٹی کا بھی مشکل سے گذر ہو
جو باغی ہو کہیں جانے نہ پائے — مخالف ملک میں آنے نہ پائے
دیانت دار افسر نیک خو ہوں — سوار اچھے پیادہ جنگ جو ہوں
نہ رکھو فوج میں نازک تنوں کو — نکالو ملک سے سب دشمنوں کو
خیال اس کا رہے ہر وقت کامل — کہ ہو احقاق حق ابطال باطل
جہاں تک سرد ہو رشوت کا بازار — مناسب ہے کہ ہو خوشنود سرکار
مگر خود پیشتر ایسا ہو حاکم — کہ تقوے کو سمجھتا ہو وہ لازم
جو خاین آپ ہو کیا اُس سے امید — کہ رکھے غیر پر اس طرح تاکید
نگہ رکھتے ہیں حاکم پر ہمیشہ — ہیں اہل کار جتنے جو ہمیشہ
طبیعت کا ہو حاکم کی جو کچھ رنگ — وہی اُن کا رہیگا داز دل کا ڈھنگ
کرے گر آپ ہی حاکم خیانت — نہیں ممکن کہ ہو اُن میں دیانت
جو حاکم ظلم پر باندھے کمر کو — تو بڑھ کر اُس سے پھیلائیں یہ شر کو
خطا گر حکمِ شاہی میں نکل آئے — کہ جس سے مصلحت کچھ فوت ہو جائے
کبھی اظہار سے اسکے نہ ڈرنا — خیال اس بات کا ہرگز نہ کرنا
خلافِ رائے سلطاں رائے جستن — بخونِ خویش باید دست شستن
اگر شہ روز را گوید شب است این — بباید گفت اینک ماہ و پرویں

کہاں تک کیجئے ظاہر تدابیر
مگر اِک شخص سے کیا ہو سکے کام
غرض سلطاں کو جو سوجھیں مصالح
نصایح سے یہی امید رکھے
خرابی ملک میں آنے نہ پائے
خدا کی شان پر ایسی نہیں ہے
بڑا ہو یا کوئی چھوٹا ہو انساں
اگر روئے زمیں کے سب سلاطیں
نہ اس کی سلطنت میں کچھ کمی ہو
اگر طاعت کا سب کرلیں ارادہ
رعیت پادشہ کی ہو جو برباد
مگر دیکھو ذرا شانِ الٰہی
تو اُس کو عدل ہی سے دینگے نسبت
عمل گر حکم شاہی پر نہ ہوگا
قباحت ملک میں ہوگی نمایاں
خدا کی ذات اِن عیبوں سے ہے پاک
نہیں ایسا کوئی زنہار زنہار
نہ کیوں کر فکر ہو اس پادشہ کو
خدا کو تم نے کیا جانا ہے ایسا
وہی ہے پالنے والا جہاں کا
ولی نعمت وہی ہے اور خداوند
کھُلا ہے اُس پہ ہر اک حق و باطل
وہ ہر مظلوم کو پہچانتا ہے

عمل کے واسطے بس ہے یہ تقریر
معاون ہوں نہ جبتک اور حکام
کرے اُن سب کو اس حاکم پہ واضح
کہ پیدا سلطنت میں ہوں نہ جھگڑے
ریاست ہاتھ سے جانے نہ پائے
اُسے پروا کسی کی بھی نہیں ہے
سب اُس کے روبرو عاجز ہیں یکساں
خدا کے ساتھ ہوں آمادہ کیں
نہ اس کے ملک میں کچھ برہمی ہو
تو ملک اس کا نہ ہو جائے زیادہ
تو سمجھیں گے سبب اُس کا ہے بیداد
کہ لائے وہ کسی پر گرتباہی
وہ ہرگز ظلم کی ہرگز نہ تہمت
تو کیوں کر انتظام ابتر نہ ہوگا
گرفتارِ مصیبت ہوگا سلطاں
وہ مالک ہے سدا بیفکر و بیباک
کہ اُس کے کارخانہ کا ہے مختار
مقابل جس کے اور اک سلطنت ہو
جہاں تک دیکھئے ہے ملک اُس کا
وہی سارے زمانے کا ہے مولا
کوئی اُس کا مقابل ہے نہ مانند
نہیں ہرگز وہ محتاج وسائل
وہ ہر ظالم کی حالت جانتا ہے

نہیں فصل اس کا کوئی جاہلانہ — عدالت میں ہے ذات اسکی یگانہ
نہ لشکر کی اسے پروا ہے زنہار — نہ ہتیاروں سے رکھے وہ سروکار
نہ رستوں کی صفائی کا ہے محتاج — نہ خبروں کی رسائی کا ہے محتاج
نہ قلعوں کا کہیں پابند ہے وہ — نہ کچھ توپوں کا حاجتمند ہے وہ
جہاں تک اس کی قدرت کے ہیں آثار — کوئی اس میں خلل ڈالے نہ زنہار
مقرر جسقدر آئین رب ہیں — برابر رات دن جاری وہ سب ہیں
کوئی کم بخت گر دشمن ہو اس کا — زمین و آسماں ہی میں رہے گا
اگر چاہے وہ شاہنشاہ جبار — تو مٹی میں ملا دے اس کو اکبار
خدا سے گر کسیکو التجا ہو — تو وہ جب چاہے عرض مدعا ہو
گذارش کی نہ عرضی کی ضرورت — نہ اس کے ڈاک پر جانیکی حاجت
نہ کچھ اس کے تلف ہونیکا ڈر ہو — نہ کچھ افشائے مطلب کا خطر ہو
نہ حائل ہو توسط ہی کسیکا — نہ ہو اندیشۂ امروز و فردا
نہ حاجت کچھ دلیلوں کی ہے اسکو — نہ کچھ پروا وکیلوں کی ہے اسکو
نہ کچھ حاکم کا دل میں خوف بیداد — نہ کچھ سرگشتگی سے لب پہ فریاد
نہ کچھ اسباب کی ہو فکر اصلا — کہ میں کہتا ہوں کیا سنتا ہے وہ کیا
خلل تو کچھ نہ ہو میرے بیاں میں — کہ کچھ لغزش بھی ہے میری زباں میں
فقط اخلاص سے لازم ہے زاری — کہ ہو مبذول اسپر رحم باری

خدا کی حاجت براری کا بیان

جو کچھ بندوں کو فرمان خدا ہو — تو بندوں ہی کا اس میں فائدہ ہو
غرض خالق کی اسمیں کب کوئی ہے — وہ بے پروا ہے قادر ہے غنی ہے
وہ خود یہ حکم فرماتا ہے تم کو — کہ تم حاجات اپنے مجھ سے چاہو

مجھے حاجت روائی کا ہے مقدور — عبث کیوں بھاگتے پھرتے ہو تم دور
جو مانگو مجھ سے میں دیتا ہی ہوں — تمہارا رب ہوں باذل ہوں سخی ہوں
نہیں تھکتا میں سننے سے دعا کے — تو پھر اعراض بیجا ہے خدا سے
نبی نے کر دیا ہے ہم کو آگاہ — بزرگی اور حیا رکھتا ہے اللہ
جو بندہ اسکے آگے ہاتھ پھیلائے — تو وہ خلاق یکتا اس سے شرمائے
کہ رحمت سے تہی دست اسکو رکھے — تصدق جائیے ایسے خدا کے

انسان کی پیدایش کا بیان

بنایا کس نے اول تم کو نطفہ — پھر اس کے بعد اک لختہ لہو کا
پھر اس لختے سے اک مضغہ بنایا — بنا مضغے سے نقشہ ہڈیوں کا
کیا پوشیدہ پھر ان ہڈیوں کو — لباس لحم سے خالق نے دیکھو
غرض اول سے آخر تک اسی نے — شکم میں ماں کے رکھا نو مہینے
وہاں بھی رزق پہونچایا برابر — جہاں تک تھا مقدر میں مقرر
عطا کی والدہ کو اتنی قدرت — اٹھایا اس نے سب بار مشقت
سکوں ہم کو جو ہو جاتا کسی دم — تو ہو جاتی وہ مضطر اور پر غم
یہ دیکھو قدرت خلاق علام — تردد تھا ہمارا اس کا آرام
بہت ہی تنگ زندان شکم تھا — شب تاریک سے ہرگز نہ کم تھا
خدا نے اس طرح راحت سے رکھا — ذرا بھی ہم کو واں پہونچی نہ ایذا
کہو کس کو وہاں تم نے ندا دی — تمہاری واں کسی نے کیا مدد کی
شب تاریک سے کس نے نکالا — رہ باریک سے کس نے نکالا
رہے جبتک کہ بیہوش و ناچار — نہ تھے نفع و ضرر سے کچھ خبردار
تو کس نے پرورش کی رہ نکالی — محبت ماں کے دل میں کس نے ڈالی

جو ہو جاتے کبھی ہم سخت بیمار ۔ تو لاکھوں گھیر لیتے اسکو افکار
ہماری رات میں اس نے خبر لی ۔ کہ ہم سوتے تھے اور وہ جاگتی تھی
غذا کھاتی نہ تھی ایسی وہ زنہار ۔ کہ بڑھ جاتا ہمارا جس سے آزار
تھی نازک اسقدر حالت ہماری ۔ نہ تھی جنبش بھی امر اختیاری
نہ رکھتے تھے خبر جب خیر و شر سے ۔ کہو کس نے بچایا ہر ضرر سے
نزاکت کا ہماری تھا وہ عالم ۔ غذائے سخت کھا سکتے نہ تھے ہم
نہ تھے دانت اور نہ پروا دانت کی تھی ۔ بہت اچھی ہماری زندگی تھی
میسر رزق ہم کو بے طلب تھا ۔ تردد کہتے ہیں جسکو وہ کب تھا
ہماری تھی غذا اک شیر مادر ۔ نہایت خوشگوار اور صاف و بہتر
ہماری راحتوں کا تھا یہ آئین ۔ پڑے رہتے تھے مثل نقش قالین
ہماری حالت بیچارگی پر ۔ کیا اغیار نے بھی رحم اکثر
ادا کیونکر ہو شکر حق تعالے ۔ کہ اس حالت میں بھی ہمکو سنبھالا

قدرتِ الٰہی کا بیان

اگر اک وقت میں بیتاب ہو کر ۔ پکار اٹھیں خدا کو لاکھوں مضطر
کسی کا جانب مشرق مکاں ہو ۔ کوئی مغرب میں مصروف فغاں ہو
جنوبی ہو کوئی کوئی شمالی ۔ کرے اپنی زباں میں زار نالی
کوئی رتبہ میں بڑھ کر ہو کوئی کم ۔ مرادیں مختلف رکھتے ہوں باہم
کوئی ترک تعلق کا ہو داعی ۔ ترقی کے لئے ہو کوئی ساعی
کسی کو آرزو اولاد کی ہو ۔ تمنا خانہ آبادی کی ہو
کوئی عقبےٰ کی رکھتا ہو تمنا ۔ کسی کے قلب میں ہو حب دنیا
کوئی مظلوم نالاں ہو جفا سے ۔ توقع عدل کی رکھے خدا سے

کوئی ہو رزق کی خواہش میں ناچار — کوئی صحت کا ہو حق سے طلبگار
کوئی ہو قرض کی زنجیر میں قید — کوئی ناکامیوں کے دام میں صید
کوئی آہستہ خالق کو کرے یاد — کسی کے لب پہ شورِ آہ و فریاد
کوئی شوہر سے چاہے ربط الفت — کوئی زوجہ کا خواہان محبت
خدا اک آن میں سنتا ہے سبکی — بڑی ہے سلطنت اس پاک رب کی
خدا ہی کی قسم تم کو عزیزو — ذرا سوچو یہ قدرت ہے کسی کو

صفاتِ الٰہی کا بیان

خدا کی ذات ہے بے مثل جیسی — ہے اس کی ہر صفت بے شبہہ ایسی
ہے اس کے روبرو سب کارخانہ — کہ جیسے ہاتھ میں رائی کا دانہ
قدیر ایسا نہیں دنیا میں کوئی — بصیر ایسا نہیں دنیا میں کوئی
کریم ایسا نہیں پایا کسی کو — رحیم ایسا نہیں پایا کسی کو
کہاں ایسا زمانے میں ہے جبار — کہاں ایسا زمانے میں ہے قہار
جہاں میں کون ہے ستار ایسا — جہاں میں کون ہے غفار ایسا
کوئی رزاق ایسا ہو تو بتلاؤ — کوئی خلاق ایسا ہو تو بتلاؤ
غفور ایسا کوئی دیکھا نہ ہرگز — شکور ایسا کوئی دیکھا نہ ہرگز
مجیب آتا نہیں ایسا نظر میں — رقیب آتا نہیں ایسا نظر میں
مجید ایسا زمانے میں کہاں ہے — شہید ایسا زمانے میں کہاں ہے
قوی ایسا جسے بے مثل جانو — ولی ایسا جسے بے مثل جانو
کوئی جامع نہیں مثل اسکے زنہار — کوئی نافع نہیں مثل اسکے زنہار
حلیم ایسا نہیں ہرگز جہاں میں — علیم ایسا نہیں ہرگز جہاں میں
خدا کا علم وہ بے انتہا ہے — جہاں ناچار عقلِ نارسا ہے

قلم بنجائیں گر دنیا کے اشجار | سیاہی سات دریا کی ہو تیار
تو ٹوٹیں سب قلم ہوں خشک دریا | نہ اُس کے علم کا ہو وصف پورا
جو ہو کر عقل سے معذور کوئی | یہی اوصاف سمجھے غیر میں بھی
تو کہتے ہیں اسی کو شرک بیشک | بچو تم اس سے ممکن ہو جہاں تک
ہمارا دین برحق ہے وہ کامل | کہ سب ادیان ہیں جس کے مقابل
کوئی باطل کوئی منسوخ و بیکار | تو اب اسباب سے ہو تم خبردار
کہ یہ توحید کی خوبی ہے ساری | یہی ہم پہ بڑا ہے فضلِ باری

شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین پیغمبرِ خدا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت

نبی پاک سردارِ دو عالم | شفیع مذنبین و فخرِ آدم
رسولِ خاص محبوب الٰہی | فروغ مسندِ امت پناہی
شہ ذیجاہ اورنگِ رسالت | عمادِ داور یگاہ عدالت
رفیع المنزلت والا مناقب | جلیل القدر فخر آل غالب
بہادر دیں چمن پیرائے توحید | قدم ان کا ہے صدر آرائے توحید
نہیں قرآن سے بڑھ کر کوئی شئے | کہ جو خاص آپ ہی کا معجزہ ہے
کرے سارا زمانہ بھی جو شورہ | نہ لائے مثل اس کے ایک سورہ

دوسرا باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق نبوی کے بیان میں

یہ ہے ارشاد حضرت عائشہ کا | بڑا خُلق آپ کا قرآن ہی تھا
رسولِ پاک دو عالم کے سردار | تجاوز اس سے کرتے تھے نہ زنہار
خدا جس فعل پہ ہوتا غضبناک | اسی کو بد سمجھتے احمد پاک

رضامندی خدا کی جس میں ہوتی   وہی تھی آپ کی بھی عین مرضی
غرض دنیا سے رکھتے تھے نہیں آپ   کبھی ناحق نہ ہوتے خشمگیں آپ ؛
تدارک نفل کی خاطر نہ کرتے   خدائے پاک سے ہر وقت ڈرتے
تلف ہوتا اگر اللہ کا حق ؛   مروت پھر نہ فرماتے تھے مطلق
کسی پر آپ کو غصہ جو آتا   تو وہ زنہار تاب اسکی نہ لاتا
لرز جاتے جگر شیروں کے ڈر سے   تعلق ہوش کو رہتا نہ سر سے
شجاعت آپکی طینت میں تھی خوب   سخاوت آپکو تھی دل سے مرغوب
عدالت سے ہمیشہ کام لیتے   مروت ہاتھ سے ہرگز نہ دیتے
نہ فرماتے کسی سائل سے یہ بات   کہ دے سکتا نہیں میں تجھکو خیرات
یہاں تک آپ فرماتے تھے ایثار   کسی شب میں نہ رکھتے ایک دینار
کوئی گر مانگنے والا نہ پاتے ؛   کبھی گھر میں نہ وہ دینار پاتے
کرم کرتے نہ جبتک مستحق پر   نہ ہوتا آشنا پہلو سے بستر

ایک دن میں نوے ہزار دینار کا تقسیم کرنا

رسولِ پاک کی خدمت میں اک بار   کہیں نوے ہزار آئے تھے دینار
نمازِ صبح سے تا ظہر حضرت   تھے اپنی ذات سے مصروفِ قسمت
دیئے سب کو نہ چھوڑا کوئی حقدار   رہا جب ایک بھی باقی نہ دینار
تو وارد ہو گیا درویش کوئی   کہا اب تو نہیں ہے کچھ بھی باقی
تو میرے نام سے جو چیز چاہے   کسی دوکان پر سے جا کے لیلے
اگر مانگے گا بائع مجھ سے قیمت   ادا کرنے میں کچھ ہوگی نہ حجت
کہا حضرت عمرؓ نے یا محمد   کہ آخر قرض کی بھی ہے کوئی حد
نہیں یہ شرع میں تکلیف زنہار   کہ ہو طاقت سے بڑھ کر قرض کا بار

رسول پاک کو ناخوش جو دیکھا   کہا اک مرد انصاری نے اچھا
جو کچھ اللہ دے بخشش کریں آپ   نہ ہرگز قلت زر سے ڈریں آپ
یہ سنکر ہو گئے حضرت بھی مسرور   کہا اس کام ہی پر میں ہوں مامور

ایک لڑکے کو جسم مبارک کا کرتا عطا کرنا

سنو اک روز آیا ایک لڑکا   رسول حق سے مانگا اس نے کرتا
کہا حضرت نے اک ساعت کے بعد آ   گیا اور آپ سے پھر آکے بولا
کہ میری ماں یہ رکھتی ہے تمنا   کہ دیں اپنے بدن کا آپ کرتا
ہوے حضرت محل میں خلوت آرا   وہ کرتا جسم انور سے اتارا
اسے پھر آپنے تہ کرکے بھیجا   کہ اپنی والدہ کو دے وہ لڑکا
صحابہ آپکے سب منتظر تھے   برہنہ تھے نہ حضرت گھر سے نکلے
نہ باہر آئے جب حضرت مکاں سے   گئے مایوس سب ہو کر وہاں سے
ہوا صادر یہ ارشاد الٰہی   نہیں ایثار لازم اسقدر بھی
کہ عریاں ہو کے بیٹھیں گھر میں مجبور   رکھیں اصحاب کو صحبت سے مہجور
رہیں جب آپ سے وہ لوگ محروم   تو ہوں احکام دیں کیا ان کو معلوم

عطا فرمانا چادر مبارک کا ایک سائل کو

رسول پاک کی خدمت میں آکر   رکھی اکدن کسی عورت نے چادر
یہ کی عرض اسکو میں نے خود بنایا ہے   نہایت پر تکلف حاشیا ہے
تمنا ہے مری اوڑھیں اسے آپ   مگر چادر کے بھی محتاج تھے آپ
غرض حضرت نے کر اسکو اوڑھا   کہ آیا اتنے میں اک شخص اس جا

کہا حضرت یہ چادر ہے بہت خوب — ہے اس کا حاشیہ مطبوع و مرغوب
مجھے بخشو تو منت ہے سراسر — یہ سنکر آپنے دیدی وہ چادر
گئے مجلس سے جسدم اٹھ کے حضرت — تو کی سائل کو یاروں نے ملامت
کہ یہ چادر رسول حق نے لی تھی — بڑی رغبت سے اور حاجت تھی اسکی
تجھے یہ بات بھی تھی خوب معلوم — نہیں کرتے کسی کو آپ محروم
نہ ان حالات سے تھا جبکہ جاہل — ہوا پھر کس لئے تو آکے سائل
جواب اس کا دیا سائل نے حاشا — نہ دنیا کے لئے تھی یہہ تمنا
کفن کے واسطے خواہش تھی میری — کہ یہ چادر تھی مقبول نبی بھی

بیت المال کی حفاظت کا بیان

وہ بیت المال کی کرتے حفاظت — کہ حاکم ہے گواہ عدل قسمت
ضرورت سے نہ رکھتے تھے پروا — فقط لیتے تھے قوت ایکسال ہی کا
تو اسکی بھی یہ کیفیت ہے لکھی — جو ہوتی اسمیں ارزاں جنس کوئی
اسی پر آپ فرماتے قناعت — کھجور اور جو یہ ٹھہری تھی معیشت
پھر اس میں بھی کیا کرتے تھے خیرات — کرم طینت میں تھا فیاض تھی ذات
نہ ہوتا تھا ابھی پورا برس بھی — کہ وہ سرمایہ ہو جاتا تھا خالی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عادات پسندیدہ اور خصائل حمیدہ کا بیان

تھے حضرت انتہا کے راست گفتار — وفا کرتے تھے جو کرتے تھے اقرار
نہ تھا کوئی سلیم الطبع ایسا — نہ تھا کوئی حلیم الطبع ایسا
سرشت پاک تھی حلم و حیا سے — سوا اس دختر نا کتخدا سے

رہے مستور جو پردے کے اندر
نظارہ آنکھ کے گوشے سے اکثر
نظر اکثر زمیں سے آشنا تھی
کسی دعوت سے ہرگز منہ نہ پھیرا
غنی ہوتا کوئی یا کوئی درویش
کوئی مسرور یا ناشاد ہوتا
نہ کچھ انکار فرماتے تھے حضرت
ہر اک پر رحم کی رکھتے نظر آپ
تلاش آب میں آتی جو بلی
بڑھاتے آپ برتن اسکے آگے
ذرا برتن بھی کر دیتے تھے ٹیڑھا
زیادہ سب سے عفت میں تھے حضرت
نہ شہوت نفس پر رکھتے تھے غالب
کیا کرتے بہت تعظیم احباب
صحابہ کی جماعت میں وہ سردار
اگر تنگی کا پاتے بزم میں طور
ادب تعظیم پاتا تھا یہیں سے
نگہ گر آپ پر ناگاہ پڑتی
کوئی گر آپ کی صحبت میں رہتا
عجب اصحاب حضرت کا تھا عالم
رہا کرتے تھے گرداگرد ایسے
جو کچھ ارشاد فرماتے پیمبر
دل و جاں سے کیا کرتے تھے تعمیل

نظر ڈالے ہوئے روئے زمیں پر
بہت ہی خوشنما کرتے تھے سرور
بہت کم مائل اوج سما تھی
تواضع خاص حصہ آپ کا تھا
کوئی بیگانہ ہوتا یا کوئی خویش
کوئی مملوک یا آزاد ہوتا
بلاتا جو کوئی جاتے تھے حضرت
بڑے مشفق تھے خلق اللہ پر آپ
تو حضرت کو رعایت اسقدر تھی
وہ جب سیراب ہوتی کھینچ لیتے
کہ پانی جمع سب ہو جائے یکجا
وحید خلق عصمت میں تھے حضرت
نہ رہتے تھے کبھی لذت کے طالب
بڑے اخلاق سے تکریم اصحاب
نہ اپنے پاؤں پھیلاتے تھے زنہار
جگہ ہر ایک کو دیتے تھے فی الفور
بڑھاتے تھے نہ زانو ہم نشیں سے
تو ہیبت کی جگر میں راہ پڑتی
تو ہو جاتی محبت اس کو پیدا
جدا وہ آپ سے ہوتے نہ اکدم
ستارے چاند کے ہالے میں جیسے
تو سن لیتے اسے خاموش ہو کر
بجا لاتے تھے بالکل حق بہ تعجیل

کسی سے ملنے جاتے جب بہ شفقت　　سلام اول کیا کرتے تھے حضرت
اگر احباب سے ہوتے ملاقی　　سر اقدس میں کرتے پہلے کنگھی
تزئین میں نہ فرماتے تامل　　لباس اچھا پہنتے پر تجمل
مدام اصحاب کی لیتے خبر آپ　　کوئی بیمار سن پاتے اگر آپ
عیادت اس کی کر آتے تھے جا کر　　تسلی اسکی فرماتے تھے جا کر
مسافر کو دعائے خیر دیتے　　خدا سے اجر اس نیکی کا لیتے
کوئی دنیا سے کر جاتا جو رحلت　　تو اسدم آپ پڑھتے تھے یہ آیت
کہ ہیں اللہ ہی کے واسطے ہم　　طرف اللہ کے پھر جائیں گے ہم
نہ فرماتے تھے وہ سردار معصوم　　دعائے مغفرت سے اسکو محروم
کسی کو آپ گر رنجیدہ پاتے　　تو اس کے پاس خود فی الفور جاتے
رئیس قوم کو دیتے دلاسا　　کیا کرتے بہت اکرام اس کا
ہراک سے تازہ رو رہتے تھے حضرت　　خلیق و نیک خو رہتے تھے حضرت
کوئی گر پیش کرتا عذر تقصیر　　تو اس کے عفو میں کرتے نہ تاخیر
ہمیشہ باغ میں یاروں کے جاتے　　وہاں کھانا ضیافت کا بھی کھاتے
پس پشت آپ کے چلتا کوئی گر　　تو اس کو منع کرتے تھے پیمبر
کہ میرے پیچھے رہتے ہیں فرشتے　　مزاحم تم نہ ہو زنہار ان کے
نبی تھے خلق میں سب سے زیادہ　　کوئی گر ساتھ چلتا تھا پیادہ
تو مرکب میں بٹھا لیتے تھے اسکو　　ردیف اپنا بنا لیتے تھے اسکو
سواری سے اگر کرتا وہ انکار　　تو فرماتے تھے وہ عالم کے سردار
کہ مجھ سے پیشتر ہی تم چلے جاؤ　　کہ اپنی منزل مقصود کو پاؤ
کہیں آقا بھلا ہوتے ہیں ایسے　　کہ خود ہی خدمت خدام کرتے
غلام اور لونڈیوں پر آپ زنہار　　نہ رکھتے تھے تفوق سے سروکار
جو کھاتے آپ ان کو بھی کھلاتے　　جو پیتے آپ ان کو بھی پلاتے

پہنتے جو وہ پہناتے تھے حضرت　　نہایت لطف فرماتے تھے حضرت

خادموں کی خدمت کرنے کے بیان میں

حکایت

سنو لکھتا ہوں پاکیزہ حکایت　　قسم کھا کر انس نے کی روایت
حضر میں بھی رہا حضرت کے ہمراہ　　سفر میں بھی رہا حضرت کے ہمراہ
نہ فرماتے کبھی اُف ناخوشی سے　　نہ کرتے تھے تاسف ناخوشی سے
نہ رکھا آپ نے مجھ پر یہ الزام　　کہ تو نے کس لئے ایسا کیا کام
ضروری کام کو کیوں تو نے چھوڑا　　نہ تھا کچھ آپ کا یہ خلق تھوڑا

حضرت کا صحابہ کیساتھ کام میں شریک رہنے کا بیان

ہوا یہ اک سفر میں حکم والا　　کہ اس منزل میں ہو اک ذبح بکرا
یہ سن کر ان میں سے اک شخص بولا　　کہ ہوگا ذبح کرنا کام میرا
یہ سنکر دوسرا اک کہہ اٹھا دوست　　کہ ہے ذمہ میں میرے کھینچنا پوست
کہا پھر تیسرے نے اس طرح واں　　کہ میں خود پخت کو موجود ہوں یاں
رسول حق نے فرمایا کہ اچھا　　مرے ذمہ ہے چننا لکڑیوں کا
صحابہ نے نبی سے عرض کی جب　　کہ ہم اس کام کو موجود ہیں سب
کہا حضرت نے ہے مجھ پر بھی ظاہر　　ہو تم اس کام کے کرنے پہ قادر
مگر مجھ کو نہیں ہرگز یہ منظور　　تفوق کر کے میں تم سے رہوں دور
تعلی مرد کو زیبا نہیں ہے　　یہ شیوہ جس میں ہو اچھا نہیں ہے

لیا تھا الغرض حضرت نے جو کام
دیا وہ مستعد ہو کر سرانجام

حضرت کا اپنے کام میں کسی سے استعانت نہ کرنے کا بیان

لکھا ہے واقعہ میں اک سفر کے
پیمبر اونٹ سے اُترے تھے نیچے

جماعت سے نمازِ فرض پڑھ کر
چلے پھر اونٹ کی جانب پیمبر

گذارش کی صحابہ نے یہ اقدم
کہاں جاتے ہیں آپ اے فخر عالم

ہوا اُن سے یہ ارشاد پیمبر
شتر کا باندھ آؤں پاؤں جا کر

صحابہ نے کہا ہم باندھ دیں گے
تو یہ سن کر رسول پاک بولے

نہیں ہرگز کسی کو یہ سزاوار
کہ لوگوں سے مدد کا ہو طلبگار

نہ مانگو بارگہ مسواک تک بھی
جو چاہو تو اعانت کبریا کی

نشست و برخاست و اکل و شرب و معاملات وغیرہ میں حضرتؐ کی آداب و رعایت کا بیان

قطعہ

کبھی اٹھے پیمبر یا کہ بیٹھے
رہے رطب اللساں ذکر خدا سے

کسی مجلس میں جب جاتے تھے حضرت
جلوس اُس جا پہ فرماتے تھے حضرت

کہ مجلس کی جہاں پر انتہا تھی
نہ کرتے صدر مجلس کی ہوس بھی

مسلمانوں پہ بھی تاکید یہ تھی
کہ سیکھو مجھ سے اس خصلت کو تم بھی

یہ لکھے ہیں رسول حق کے حالات
عجب پایا تھا اندازِ مدارات

ہر اک کی شان کو ملحوظ رکھتے
ہر اک انسان کو محظوظ رکھتے

یہی سمجھا ہوا ہر شخص تھا ٹھیک
عزیز القدر ہوں حضرت کے نزدیک

کوئی گر بیٹھ جاتا آن کر پاس
تو کرتے آپ اس کا اسقدر پاس

کہ جبتک وہ نہ اُٹھ جاتا وہاں سے
نہ اُٹھتے آپ بھی حاشا وہاں سے

کوئی گر پیش آجاتی ضرورت
تو اس سے اذن لے لیتے تھے حضرت

کسی سے اس طرح کرتے نہ تقریر
کہ جس تقریر سے ہوتا وہ دلگیر

جو گستاخی بھی ہو جاتی کسی سے
خیال اس کا کبھی حضرت نہ کرتے

ہمیشہ آپ کی عادت یہی تھی
کہ اس کو بخش دیں جس نے خطا کی

مریضوں کی عیادت آپ کرتے
فقیروں پر رعایت آپ کرتے

محبت چھوڑتے ان کی نہیں آپ
رہا کرتے تھے انکے ہمنشیں آپ

جنازوں میں بھی انکے آپ جاتے
اقارب کو بھی پرسا دینے آتے

کبھی کرتے نہ تھے وہ شاہ والا
کسی درویش کی تحقیر حاشا

نہ باز آتے کبھی احسان سے آپ
نہ ڈرتے تھے کسی سلطان سے آپ

ذرا سی بھی جو نعمت کوئی ہوتی
زیادہ کرتے آپ اس کی بزرگی

ادائے شکر کرتے آپ ہر بار
خدا کے فضل کا ہر دم تھا اقرار

نہ فرماتے کہ یہ کھانا برا ہے
وہی ہے خوب ممکن جو غذا ہے

نہ کھاتے گر کبھی ہوتی نہ رغبت
مگر منہ سے برا کہتے نہ حضرت

کریم اللہ اکبر اسقدر آپ
کہ ہمسایوں کی لیتے تھے خبر آپ

گرامی خاص مہمانوں کو رکھتے
مکرم سب مسلمانوں کو رکھتے

کوئی وقت آپکا ایسا نہ ہوتا
کہ جس میں ذکر خالق کا نہ ہوتا

ہمیشہ بات کرتے مسکرا کر
ہمیشہ تازہ رو رہتے پیمبر

طریق سہل پر رہتے تھے مائل
ہمیشہ ترک کرتے راہ مشکل

کوئی گر قطع رحم انسان کرتا
تو ہوتے آپ ناخوش اس سے اتنا

کہ رہتے اسکی صحبت ہی سے مہجور
رہا کرتے تھے اسکے قرب سے دور

کیا کرتے تھے اپنا آپ ہی کار
کسی سے ملتجی ہوتے نہ زنہار

سیا کرتے تھے نعلین آپ خود ہی
جو پھٹتے کپڑے سی لیتے تھے وہ بھی

اور اس میں خود لگا لیتے تھے پیوند
نہ ہرگز غیر کے رہتے تھے پابند

سواری میں تکلف کچھ نہ کرتے — غلاموں کو بٹھا لیتے تھے پیچھے
کیا کرتے تھے اپنی آستیں سے — ہمیشہ پاک منہ گھوڑے کا اپنے
رہا کرتی تھی فال نیک مطلوب — شگون بد نہ تھا حضرت کو مرغوب
کوئی مرغوب شئے پاتے اگر آپ — تو لاتے تھے زبان پاک پر آپ
کہ اس اللہ کو تعریف ہے سب — جو سارے خلق کا ہے مالک و رب
جو نامرغوب آجاتی کوئی شئے — تو کہتے شکر حق ہر حال میں ہے
فراغت آپ کھانے سے جو پاتے — خدا کا یوں زباں پر شکر لاتے
کھلایا اور پلایا جس نے ہم کو — تر و تازہ بنایا جس نے ہم کو
کیا پیدا ہمیں جس نے مسلماں — ہے اس اللہ ہی کے حمد شایاں
کوئی بات آپ فرماتے نہ ایسی — کہ ہو بے سود اور بیکار ہوتی
کوئی گر بھیجتا خدمت میں ہدیہ — تو بدلا آپ کرتے اس سے اچھا
کبھی گر آپ پر فاقے گذرتے — کسی سے کچھ شکایت ہی نہ کرتے
یہاں تک صبر فرماتے پیمبر — کہ پتھر باندھ لیتے تھے شکم پر
زمیں میں دفن ہیں جتنے خزانے — عطا کیں کنجیاں ان کی خدا نے
مگر ان کو نہ کرتے تھے قبول آپ — کہ دنیا کو سمجھتے تھے فضول آپ
نہ کرتے ترک فکر عاقبت کو — مقدم سب سے رکھتے آخرت کو
نماز حق میں ملتی تھی وہ لذت — کہ اس میں طول دیتے تھے نہایت
نکلتی تھی صدا سینے سے اسطرح — کہ پیدا دیگ میں ہو جوش جسطرح
کھڑے ہوتے جو خطبہ کے لیے آپ — بہت ہی مختصر کرتے اسے آپ
ہوا کرتے تھے بخشش کے طلبگار — حضور حق سے اک جلسے میں سو بار

حضرت کے تحمل پر ایک یہودی کا ایمان لانا

یہودی ایک عالم نے کہا یوں — مجھے اپنے کتابوں سے کھلا یوں

جو ہو آخر زمانے میں پیمبر
تو اوصاف اسکے ہونگے اسطرح پر

نبی میں میں نے وہ اوصاف پائے
نہ دیکھے تھے مگر دو وصف میں نے

کہ اس پر گر کوئی سختی سے پیش آئے ١
مقابل اسکے وہ لینت ہی فرمائے

غضب پر صبر و حلم اسکا ہو غالب ٢
رہا میں امتحاں کا اسکے طالب

شہ والا نے قرض اکدن لیا تھا
بہت سے درہموں کا مجھسے خرما

تعین ہو چکی تھی ایک مدت
کہ جس مدت میں ہو بیباق قیمت

ابھی دو تین دن تھے اسمیں باقی
کہ میں جا کر ہوا قیمت کا داعی

نہ فرمایا مگر حضرت نے اتنا
تقاضا قبل مدت ہے یہ کیسا

صحابہ جمع تھے اسجا پہ اکثر
کیا میں نے تقاضا حد سے بڑھکر

بہت کی یا وہ گوئی سخت ابرام
نہایت ہی درشتی سے لیا کام

فقط مجکو غرض تھی امتحاں سے
کہ نکلا یہ سخن میری زباں سے

یہ عادت ہے تمھارے خاندانکی
نہیں جو لے کے دینا جانتے ہی

یہ ظاہر ہے ملا تم سے نہ اصلا
سہولت سے کسی کو قرض اپنا

یہ سنکر شرم سے حضرت تھے خاموش
تحمل سے نہ آیا غیظ کا جوش

یہ حالت جب ہوی مجپر نمودار
ہوا میں اور سختی کا روادار

یہ دل کا حوصلہ میں نے نکالا
کہ اٹھکر پیرہن پر ہاتھ ڈالا

نگاہ تند سے تا دیر دیکھا
کہا اٹھ ادا کر قرض میرا

یہ سنکر بے تامل آپ اٹھے
مگر حضرت عمر بھی اسجگہ تھے

یکایک کھینچکر آئے وہ شمشیر
بہت بیتاب ہو کر کی یہ تقریر

کہ اے دشمن خدا کے باز اب آ
وگرنہ سر اڑا دونگا میں تیرا

تبسم کر کے حضرت نے کہا یوں
کہ یہ کیا حرف ہے بانعم تم کیوں

نہ تھی امید مجکو تم سے ایسی
تمھیں جو بات لازم تھی یہی تھی

کہ مجھکو اس طرح کرتے نصیحت
ادائے قرض کی لازم ہو صورت

اُسے بھی اس طرح ترغیب دیتے — کہ رد گرداں نہ ہو حسن طلب سے
کہا یہ منفعل ہو کر عمرؓ نے — رسول اللہ سے اسوقت سنئے
تمنّا ہے اگر حکم نبی ہو — تو جتنا قرض ہے دید و نہیں اسکو
عمر کا ہو گیا منظور کہنا — مگر صادر ہوا ارشاد والا
کہ تم نے کی ہے ساتھ اِسکے برائی — زیادہ دے کے کچھ کر لو صفائی
سنی میں نے پیمبر سے جو یہ بات — تو سمجھا رحمتِ حق اِن کی ہے ذات
رسالت کا کیا اقرار دل سے — مسلماں ہو گیا اک بار دل سے

حکایت ایک بدوی کی اور حضرت کا تحمّل اس کی سختی پر

چلے جاتے تھے حضرت گھر کو اک روز — تھے ہمراہ آپکے اصحاب دلسوز
کسی صحرا نشیں نے پاس آ کر — نبی کی کھینچ لی اس طرح چادر
کہ گردن چھل گئی شاہِ ہدا کی — تشدد کی یہ نوبت یلکہ پہونچی
کہ سر دیوار سے حضرت کا ٹکرائے — پر اسپر بھی نہ حضرت غیظ میں آئے
یہ فرمایا کہ ہے تیری غرض کیا — تو اس ارشاد کو سنکر وہ بولا
کہ یہ دو اونٹ ہیں ہمراہ میرے — اِسی وقت انپہ غلہ بار کر دے
کہ بیت المال سب مال خدا ہے — نہ تیرا ہے نہ تیرے باپ کا ہے
تو فرمایا ترا کہنا بجا ہے — مگر اتنا تشدد جو کیا ہے
مرا حق ہے کہ بدلہ تجھ سے لو نہیں — کہا اُس نے کہ جب لینے بھی دو نہیں
تبسم اسپہ فرماتے تھے حضرت — انھیں باتوں میں گذری یکساعت
ہوا اک شخص سے ارشاد والا — کہ لا دے اک شتر پر اس کے خرما
شتر جو دوسرا ہے ساتھ اس کے — تو اسکی پشت پر جو بار کر دے
نبی پر میں فدا ہوں جان و دل سے — تحمل سے تھے کتنا کام لیتے

اسی کو کہتے ہیں امت پناہی — یہی ہے دشمنوں کی خیر خواہی

تیسرا باب شرائط سیاست میں۔ پہلی شرط تامل اور حلم سے عدل کرنے کے بیان میں

بیاں کرتا ہوں شرط شہریاری — کہ ہو جو واقعہ حاکم پہ طاری
یہی اس وقت حاکم کو ہے درکار — کہ سمجھے آپ کو بالکل ہی ناچار
رعایا کی طرح جانے یہ خود بھی — کہ مجھ پر دوسرا حاکم ہے حاوی
اگر اس کا ہو مجھ پر حکم ایسا — جو میں نے غیر کے حق میں ہے سوچا
تو وہ دل کو نہ ہو میرے گوارا — تو پھر عاقل کو کافی ہے اشارا
اگر اسکی طرف سے ہو یہ ارشاد — تو کیوں کر غیر کا دل اس سے ہو شاد
روا جب ذات پر اپنی نہ رکھے — تو ایسا ہی وہ غیروں کو بھی سمجھے
مگر جب تک تامل ہو نہ کامل — کہیں یہ بات بھی ہوتی ہے حاصل
عدالت میں نہیں تعجیل درکار — سزا ہو جرم سے بڑھ کر نہ زنہار

حکایت سلطان نصر بن احمد سامانی اور اسکی شتاب زدگی کے بیان میں

جب احمد کا سفر دنیا سے ٹھہرا — کہ جو سامانیوں میں پادشہ تھا
تو اس نے کمسن اک فرزند چھوڑا — کہ تھا نصر بن احمد نام جس کا
وزیروں کو خدا نے دی ہدایت — کہ نظم سلطنت میں کی کفالت
عدالت کا تھا اور انصاف کا طور — نہ ہوتا تھا کسی پر ظلم اور جور
جواں جب ہو گیا وہ شاہزادہ — فراست میں ہوا سب سے زیادہ
فضایل اور مناقب جسقدر تھے — اسے اللہ نے ایک ایک بخشے

مگر عجلت طبیعت میں تھی یکسر
تحکم ہی سے لیتا کام اکثر

غرور و نوجوانی کا تھا عالم
کہ خود رائی سوا تھی تجربہ کم

تحمل کا نہ تھا عادی وہ اصلا
بہت ہی جلد آ جاتا تھا غصا

غضب کا تھا غرور شہریاری
کہ کرتا بے تامل حکم جاری

ہر اک پر تھا روا وار صعوبت
زیادہ جرم سے کرتا عقوبت

وزیر اس کا جو تھا اک نیک تدبیر
یہ کی اس پادشہ نے اس سے تقریر

کہ مجھ میں ہو نمایاں گر کوئی عیب
تو واقف اس سے کر مجھکو بلا ریب

کروں جس کا تدارک میں بہر طور
دیا اس کا جواب اس نے یہ فی الفور

کہ ہے میری دعا اے شاہ والا
زیادہ آپ کا ہو بول بالا

کرم کا آپ کے وہ مائدہ ہے
کہ جس سے اک جہاں کو فائدہ ہے

ہزاروں نعمتیں جس پہ ہیں موجود
صلائے عام ہے مطلوب و مقصود

مگر اس کا تردد بیشتر ہے ؛
کہ تھوڑا سا نمک اس خوان پر ہے

نمک کوئی نہ خاطر خواہ پائے
تو کیا لذت وہ نعمت سے اٹھائے

یہ سنکر اس سے پوچھا پادشہ نے
نمک اس خوان کے لایق بتا دے

دیا اس کا جواب اس نے کہ سلطاں
نمک اس خوان کا ہے حلم و احساں

حکومت کے لیے ہے حلم درکار
نہ ہو سلطاں رعایا میں سبکسار

مبادا کچھ تزلزل ملک میں آئے
یہ سارا مائدہ غارت نہ ہو جائے

کہا سلطان نے میں جانتا ہوں
جو مجھ میں عیب ہے پہچانتا ہوں

طبیعت سے مگر ہوں سخت مجبور
کروں تدبیر کیا اے نیک دستور

کہا اس نے تامل ہے سزاوار
نہ بے سمجھے ہو جاری حکم زنہار

مشیر کار ہوں سب نیک کردار
مہذب پاک باطن نیک کردار

رہیں ہر وقت وہ خدمت میں موجود
انھیں لوگوں سے حاصل ہوگا مقصود

غضب جب آپ پر ہو جائے طاری
تو ہو جائے شفاعت انکی کاری

غرض اُس مشورے کو اُس نے سنکر
کئے ارکان ایسے ہی مقرر
ہر اک دربار سلطانی کے لائق
ہر اک اخلاق میں ممتاز وفائق
یہ کی سلطان نے اُن سب سے تقریر
کہ ہو جس کے لئے ارشاد تعذیر
نہیں لازم عمل اُن پر یکایک
مناسب ہے توقف تین دن تک
کریں آگہ مجھے ہر روز اکبار
کہ ہے اس باب میں کیا حکم سرکار
کوئی مجرم ہو گر شایان رحمت
کرو دل کھول کر اسکی شفاعت
ہوئے جس وقت یہ آئیں مقرر
تو چمکا سلطنت کا اُس کے اختر
یہاں تک عدل نے پائی ترقی
کہ تھی ہر ملک میں شہرت اُسی کی

دوسری شرط مخلوق کی حاجت براری کے بیان میں

مقاصد اہل حاجت کے ہوں جتنے
مناسب ہے کہ پورا کر دے پہلے
اُدھر تو خاطر مومن ہو مسرور
ادھر حاکم خدا کے پاس ماجور
عمل اہل عبادت کا ہے جتنا
ثواب حاکم کو اتنا ہی ملے گا
اگر معلوم ہو جائے کہ در پر
کھڑا ہے کوئی حاجتمند آ کر
تو جب تک کام اُس کا ہو نہ اجرا
عبادت میں نہ ہو مشغول اصلا

حکایت سکندر اور اس کی حاجت براری کی تعریف

سنو اکدن سکندر شام تک تھا
سریر سلطنت پر کار فرما
غرض مند ایک بھی اُسدن نہ آیا
کوئی مجرم کوئی خاین نہ آیا
تو اپنے ہمنشینوں سے وہ بولا
جو دن ہے آج میری زندگی کا
حساب عمر میں داخل نہیں ہے
کچھ اس سے فائدہ حاصل نہیں ہے

کہا اک شخص نے یوں سر جھکا کر	کہ اے فرمانروائے دادگستر
وہ دن جو عیش و راحت میں بسر ہو	امارت کا ستارہ اوج پر ہو
سپہ آسودہ ہو گنجینہ معمور	مرادیں حاصل اور خاطر ہو مسرور
نصیبوں سے ہوا کرتا ہے حاصل	حساب عمر میں ہو کیوں نہ داخل
جواب اس کو دیا سلطان نے خوب	کہ حاصل ہو کسی کا جب نہ مطلوب
کسی مظلوم کی حاجت نہ نکلے	کسی محروم کی حسرت نہ نکلے
تو وہ دن جسمیں یہ صورت ہے واقع	رعایا کو نہ سلطاں کو ہے نافع

تیسری شرط خواہش نفس کو پورا کرنے کے بیان میں

رکھے اسبات کو اچھی طرح یاد	کہ ہے ہر بات میں اک حدِ معتاد
رکھے زنہار عادت ہی نہ ایسی	کہ خواہش نفسِ سرکش کی ہو پوری
غذائے خوب کا عادی نہ بنجائے	لباسِ پر تکلف سے بھی باز آئے

حکایت حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی اور کوتہ کرنا آپ کا کرتے کو

ہوئے حضرت علیؓ جس دم خلیفا	لیا بازار سے اک روز کرتا
درم تھے تین جس کرتے کی قیمت	مگر اس کی یہ لکھی ہے حقیقت
کہ پہنچوں سے زیادہ آستیں تھی	تھی دامن کی بھی ایسی ہی درازی
جو ایڑی سے لٹک جاتا تھا نیچے	تو اس کو قطع کر ڈالا علیؓ نے
سبب اصحاب نے اس کا جو پوچھا	ہوا ارشاد یہ حضرت علیؓ کا
تواضع سے عمل نزدیک ہے یہہ	طہارت کا طریقہ ٹھیک ہے یہہ

حکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے موٹا کپڑا پہننے کے باب میں

ہوے حضرت عمرؓ جب داخل شام
کیا لشکر کے سرداروں نے یہ کلام

کہ تکلیف آپ کو اسبات کی دی
کریں زیب بدن پوشاک اچھی

امیران بلد جب پاس آئیں
نہیں لائق کہ اس حالت میں پائیں

کہ موٹا آپ کے تن پہ ہو کرتا
یہ حالت کب خلیفا کو ہے زیبا

جواب ان کو دیا حضرت عمرؓ نے
ہمارا فخر ہے اسلام ہی سے

خدا نے ہم کو وہ بخشا ہے رتبا
نہیں کچھ زینت دنیا کی پروا

عمرؓ اک روز فرماتے تھے یہ بھی
کرے جو آرزوئے نفس پوری

اسے بھی داخل اسراف سمجھو
حکایت اور ہے اک صاف سمجھو

حکایت حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ اور ازواج مطہرات کے جواب و سوال میں

بہت اصحاب نے کی سعی اس میں
کہ اپنی طرز کچھ فاروق بدلیں

خلیفہ ہیں امیر بحر و بر ہیں
مگر کس حال سے رہتے عمرؓ ہیں

نہ مانی آپ نے اک بات ان کی
سنی سب کی نہ چھوڑی آن اپنی

تو پھر اصحاب نے حضرت علیؓ سے
کہا حضرت عمرؓ سے آپ کہیئے

علیؓ پاک نے سوچی یہ تدبیر
کہ ازواج نبی سے ہو یہ تقریر

کہ جن کی واجب التعظیم ہے ذات
عجب کیا ان کی گر سن لیں عمرؓ بات

جو تھیں اک دختر فاروق اعظم
نبی کی زوجہ پاک اور مکرم

کہا اصحاب نے ان سے یہ جا کر
کہ آپ اور عایشہ امت کی مادر

کریں فاروقؓ سے اسطرح اصرار
کہ وہ منظور کر لیں ہو کے ناچار

کہا فاروقؓ کی دختر نے سن لو
نہ مانیں گے عمرؓ باور یہ کر لو

تامل کچھ نہیں کہنے میں ہمکو
مگر بیکار ہے اتنا سمجھ لو

غرض اسبات پر آمادہ ہوگے
کہا فاروقؓ سے ان بیبیوں نے

رسول پاک اور صدیق اکبر
ہوئے ہرگز نہ دنیا کے طلبگار
تمھارے عہد میں لیکن خدا نے
عطا فرما دیا سب ملک قیصر
عرب کے مٹ گئے سارے مفاسد
تمھارے رعب سے ہیں سب حلم مند
مناسب ہے کہ اتنی عرض سن لیں
خدا نے رزق میں بھی دی ہے وسعت
یہ سنکر حضرت فاروق اعظم
کہا ان سے کہ تم مجھکو بتاؤ
کہ دس دن پانچ دن یا تین دن بھی
نہیں گذرا کوئی دن ایسا زنہار
نبی کی تم ہو ازواج مطہر
تمھارا حق مسلمانوں پہ ہے عام
کہ میرے پاس تم آئیں تھیں اس دن
رسول پاک کا جب تھا ایسا
مقدس جسم حضرت کا کئی بار
نہ سوئے نرم بستر پر کبھی آپ
ضرورت پر جو تھوڑا آپ سونے
یہ اے نور نظر تونے کہا تھا
رسول پاک کے نیچے بچھایا
نماز صبح تک سوتے رہے آپ
کہ تونے کس لئے ایسا کیا کام

نہیں موجود جو دنیا کے اندر
نہ کی دنیا نے خواہش انکی زنہار
کئے مفتوح کسرا کے خزانے
ہوا اسلام غالب ہر جگہ پر
عجم سے اب چلے آتے ہیں قاصد
مگر جبہ میں یاں بارہ ہیں پیوند
کوئی باریک کپڑا آپ پہنیں
بچھانا چاہئے اب خوان نعمت
لگے رونے نہایت ہو کے پرغم
جو دیکھا ہو کبھی یوں مصطفیٰ کو
گیہوں کی پیٹ بھر کھائی ہو روٹی
ملی نان جویں جس روز دوبار
کہ امت کے لئے ہو مثل مادر
مگر مخصوص مجھپر ہے یہ انعام
مجھے دنیا کی دی ترغیب لیکن
کہ جس کا سخت اک اونی تھا کپڑا
ہوا اس کے سبب سے چھلکے انگار
نرکھتے تھے بچھونا ہی کوئی آپ
چٹائی کے نشاں پہلو پہ ہوتے
کہ دو تہ کرکے اک شب میں نے کپڑا
کہ جس پہ آپ نے آرام پایا
کیا ارشاد یہ جبدم اٹھے آپ
نہ تھا منظور مجھکو تو یہ آرام

گنہ بخشے تھے حضرت کے خدا نے — جہاں تک تھے وہ اگلے یا تھے پچھلے
مگر اسپر بھی تھا یہ آپ کا حال — کہ طاعت سے نہ ہوتے فارغ البال
ہمیشہ جاگتے حضرت کہ سوتے — خدا کی یاد سے غافل نہ ہوتے
گذر جاتی تھیں بیداری میں راتیں — بسر ہوتی تھیں سب زاری میں راتیں
کیا کرتے ہمیشہ خاکساری — خدا کا ذکر رہتا لب پہ جاری
تھی ان باتوں کی پابندی وہاں تک — وفا کی زندگانی نے جہاں تک
سوا زیتوں کے ترکاری نہ کھائی — زیادہ اس سے لذت ہی نہ پائی
پہننے میں جو کھاتے گوشت اکبار — دوبارہ کبھی نہ ہوتے پھر روادار
یہ حالت جب تھی صدیق دینی کی — نہ کھائے گا نہ پہنے گا عمر بھی

چوتھی شرط سختی کی مذمت اور محبت کی سماعت کے باب میں

کچہری میں کرے حاکم اگر بات — رہے ساتھ اسکے نرمی در مدارات
نہ بے موجب ہو سختی کا روادار — نہ کج خلقی ہو سرزد اس سے زنہار
کرے دل کھول کر ہر اک سے تقریر — نہ محبت کی سماعت سے ہو دلگیر

حکایت ماموں رشید اور ایک شخص کے سوال و جواب میں

سناؤں تم کو اک نادر حکایت — ہوئی قایم جو ماموں کی خلافت
گنہ گار ایک مجرم ہو کے بھاگا — مگر اک بے گنہ تھا بھائی اُس کا
پکڑ لائے اُسے ماموں کے آگے — تو ماموں نے کہی یہ بات اُس سے
کہ حاضر کر تو اُس کو میرے آگے — نہیں تو قتل ہوگا اسکے بدلے
خلیفہ سے یہ سنکر اس نے پوچھا — کوئی عامل جو چاہے قتل میرا

اور اس کو کچھ نشانی بھیجدیں آپ — یہی ارشاد عادل کو کریں آپ

کہ اس کو چھوڑ ہی دینا ہے لازم — تو کیا مجھکو نہ چھوڑے گا وہ حاکم

کہا ماموں نے ہاں وہ چھوڑ دیگا — نہ تاخیر اس میں وہ ہرگز کرے گا

خلیفہ کا یہ سنکر اس نے ارشاد — کہا سن لیجئے میری یہ فریاد

حکومت تم کو جس خالق نے دی ہے — یہ اس خالق کا ارشاد جلی ہے

کہ جو مجرم حقیقت میں نہ ہوگا — نہیں بوجھ اُسکے سر پر دوسرے کا

سنی ماموں نے اس سے جب یہ آیت — کہ بیشک یہ ہے برہان و حجت

رہائی ہیں نہ کی پھر اسکی تاخیر — گراں گذری نہ دلبر اسکی تقریر

پانچویں شرط منہاج شریعت کے موافق عدل کرنے میں اور حاکم کے ماجور ہونے میں

کوئی خوشنود یا ناراض ہی ہو — شریعت کے نہ چھوڑے ضابطے کو

حکومت کے خصایص میں ہے یہ بات — کہ ہیں وابستۂ حاکم مہمات

تو پھر حاکم نہ جبتک دادگر ہو — تو کیا فریاد و زاری کا اثر ہو

مگر جب بے غرض ہو نفس حاکم — رہے جو حق کا طالب حق کا عازم

عدالت میں رہے سرگرم ایسا — عتاب خلق کی رکھے نہ پروا

تو وہ اللہ جو حاکم ہے سب کا — بہت خوشنود اس حاکم سے ہوگا

یہانتک اس کا بڑھ جائے گا پایہ — کہ پائے عرش کا محشر میں سایہ

حکایت ایک پادشاہ اور فقیر کی

سنو اک بادشہ کی ہے حکایت — کہ حج کا شوق تھا اُسکو نہایت

کہا ارکان دولت نے یہ اس سے — ہماری عرض بھی کچھ آپ سنئے
کہ ہے حج کے شرائط میں یہ داخل — کہ ہو ہر طرح رہ میں امن حاصل
سلاطیں کے مگر دشمن ہیں اکثر — کمیں گاہوں میں بھی رہزن ہیں اکثر
اگر خیل و حشم کے ساتھ جائیں — نہایت راہ میں تکلیف پائیں
مسافت بھی تو کچھ تھوڑی نہیں ہے — کریں اتنا وہ کیونکر مرحلہ طے
رکھیں ہمراہ گر خدام معدود — تو اس صورت میں بھی خطرہ ہی موجود
جسد میں جسطرح ہے مسکن جاں — بلد میں بھی یہی ہے حکم سلطاں
بلد سے دور جسدم پادشہ ہو — عجب کیا مملکت ساری تبہ ہو
رعایا کے تلف ہو جائیں حق بھی — بگڑ جائے ہر اک نظم و نسق بھی
ندیموں کی سنی جب اس نے تقریر — کہی یہ بات ہو کر سخت دلگیر
سفر پر جب نہ ہو قابو میسر — ثواب حج مجھے حاصل ہو کیونکر
ندیموں نے جو دیکھا شوق اسکا — گذارش کی کہ اے سلطان والا
فقیر اس شہر میں اک باخدا ہے — سنا ہے ساٹھ حج وہ کر چکا ہے
ہے اک گوشہ میں یاں خلوت گزیدہ — نکلتا ہی نہیں باہر کہیں وہ
کسی کو رہ نہیں اس کے محل میں — رہا کرتا ہے دامان جبل میں
کبھی سنتا نہیں غوغائے مردم — خدا کی یاد میں مدہوش و سرگم
مناسب ہے کہ اس سے مل کے اکبار — ثواب حج کا سلطاں ہو خریدار
خدا کی پادشہ پر تھی یہ رحمت — کہ اہل اللہ سے رکھتا تھا عقیدت
کہا درویش کی خدمت میں جاکر — ارادہ حج کا رکھتا ہوں مقرر
ندیموں کی مگر ہے مصلحت اور — توقف کا نمایاں جس سے ہے طور
سنا ہے میں نے سب احوال تیرا — کہ رکھتا ہے بہت سرمایہ حج کا
توجہ اس جگہ تیری ہے درکار — کہ میں بھی ایک حج کا ہوں خریدار
نہیں اس سے کوئی تدبیر بہتر — کہ مجھ کو اجر حاصل ہو تجھے زر

یہ سن سن کر کہا درویش نے او — میں ساٹھوں حج دئے دیتا ہوں تم کو
تو پوچھی پادشہ نے بات اتنی — کہ ہر حج کی بھلا قیمت ہے کتنی
کہا درویش نے اے شاہ والا — جو ہر حج میں قدم میں نے اٹھایا
تو دنیا اور جو ہے دنیا کی دولت — وہ ہے ہر اک قدم کی ہے وہ قیمت
ہوا مایوس سنکر یہ سخن شاہ — کہا درویش سے اے مرد آگاہ
کہ دنیا اور متاع دنیوی بھی — تصرف میں مرے آئی ہے تھوڑی
کہ قیمت اک قدم کی بھی نہیں ہے — یہ مجھ میں استطاعت ہی نہیں ہے
جو قیمت ایک حج کی دیسکوں میں — بھلا پھر ساٹھ حج کیا لے سکوں میں
کہا اس نے کہ اے شاہ جہانگیر — ذرا سی بات ہے ہے سہل تدبیر
کہ تو بن جائے مالک ساٹھ حج کا — کہا شہ نے بتا مجھکو وہ ہے کیا
ہوا یوں حرف زن وہ مرد درویش — کسی مظلوم کا قصہ جو ہو پیش
تو ہو مصروف اسمیں ایک ساعت — ادا کر ہو جو کچھ حق عدالت
پھر اس کا اجر سب دیدے تو مجھکو — تو میں بھی ساٹھ حج بخشوں گا تجھکو
نہایت منتفع ہو جاؤں گا میں — تمتع تجھ سے بڑھ کر پاؤنگا میں

چھٹی شرط حاکم کے عدالت سے غافل نہ رہنے کے بیان میں

حکومت کا طریقہ ہے خطرناک — رہے اس راہ میں ہرگز نہ بیباک
حکومت جسگھڑی ہوتی ہے حاصل — تو انساں کو بنا دیتی ہے غافل
جو سمجھو تو سعادت ہے اسی میں — جو دیکھو تو شقاوت ہے اسی میں
اگر محتاط ہے اور نفس ہے پاک — نہیں ہے عاقبت میں پھر اسے باک
جہاں میں ہوگی اس کی نیکنامی — بہت کام آئے گی خوش انتظامی
یہاں گر ظلم و غفلت سے لیا کام — تو پھر دونوں جہاں میں ہوگا بدنام

نہیں ہے اعتبار زندگانی
کہ اک لمحہ میں ہوجاتی ہے فانی

عنان حکم جس کے ہاتھ ہے آج
جہانبانی کا جس کے سر پہ ہے تاج

رہے ہر حال میں اُس کو یہ منظور
کہ ہو دنیا میں میری سعی مشکور

وبالِ آخرت دولت نہو جائے
یہ عزت باعثِ ذلت نہ ہو جائے

غنیمت جانے جو ہو اجر حاصل
عدالت سے نہ ہو اک لحظہ غافل

کہ جو حاکم سے ہوتی ہے عدالت
رعایا کرتی ہے جتنی اطاعت

برابر چاہیے ہے وزن اس کا
کوئی پلہ نہ چڑھتا ہو نہ جھکتا

نہ اہل ملک کی ساری عبادت
نہ اک ادنیٰ سے حاکم کی عدالت

تُلا کرتے ہیں دونوں پیشِ داور
ہمیشہ وزن میں نکلے برابر

حکایت سلطان عبداللہ اور اس کے بیٹے کی گفتگو

پسر سے اپنے عبداللہ نے پوچھا
کہ اے فرزند تو مجھکو بتلا

کہ کہتے ہیں جسے دولت جہانمیں
رہے گی کبتلک اس خاندانمیں

کہا اس نے سخن کتنا ہی اچھا
کہ جبتلک عدل اور انصاف ہوگا

ساتھویں شرط علما کیساتھ محبت رکھنی اور انکے نصایح سننے کی بیانمیں

بہت اس کی ہے حاکم کو ضرورت
کہ رکھے عالمانِ دین سے صحبت

ہمیشہ صالحوں کے پاس جائے
جہاں تک ہو سکے فیض ان سے پائے

اگر دیکھے ہے ملنا ان کا دشوار
نہ باز آئے تجسس سے یہ زنہار

اگر کچھ تلخ بھی ہو انکی گفتار
نہ ہو یہ سخت گوئی کا رد دار

خلیفہ جس قدر اسلام کے تھے
برابر تھے یہی اوصاف اُن کے

کٹی اس طرح انکی عمر ساری	بڑی اسلام کی شوکت تھی طاری

حکایت خلیفہ ہارون رشید و امام سفیان ثوری

نہ تھی ہارون کو جب تک خلافت	تھی اُس کو عالمانِ دیں سے صحبت
خلافت پر وہ فایز ہوگیا جب	مبارکباد کو حاضر ہوے سب
ہوے مفتوح درہائے خزانہ	کہ بھولے لوگ حاتم کا زمانہ
رکھا ہر ایک کا ملحوظ اکرام	دیا ہر شخص کو معقول انعام
محدث ایک تھے سفیان ثوری	خلیفہ دوست تھا جن کا بہت ہی
سوا حق کے کسی سے وہ نہ ڈرتے	ہمیشہ امر بالمعروف کرتے
نہ کی ہارون سے پھر سفیان نے بات	خلیفہ ہوتے ہی چھوڑی ملاقات
ہوی ہارونکو جب اُن کی تمنا	نہایت شوق سے خط انکو لکھا

خلیفہ ہارون رشید کا خط سفیان ثوری کے نام

کہ اے بھائی ہے ظاہر تجھپہ یہ بات	مسلمانوں میں ہے پاس مواخات
محبت کی رسن ٹوٹے گی کیوں کر	تجھے میں نے بنایا ہے برادر
خلافت کا قلادہ گر نہ ہوتا	مری گردن میں جسکو حق نے ڈالا
تو ایسا ہے محبت کا تقاضا	کہ میں خود ہی تری خدمت میں آتا
مرے احباب اور جتنے ہیں بھائی	نہیں ہے انمیں ایسا کوئی باقی
نہ آیا ہو مرے دربار میں جو	نہ دی جس نے مبارکباد مجھکو
کیا میں نے خزانوں کو کشادہ	دیا انعام ہر اِک کو زیادہ
خوشی سے ہوگیا ہے دل طرسیہ	مگر آنے میں کی تو نے بہت دیر

تو عالم ہے نہیں یہ تجھ پہ مخفی — فضیلت وصل مومن میں ہے کیسی
پہونچ جائے تجھے جب خط یہ میرا — تو اس کو پڑھتے ہی فوراً چلے آ

روانہ کرنا خلیفہ کا خط عباد کے ہاتھ سفیان ثوری کی جانب

ہوا لکھنے سے فارغ جب خلیفا — مصاحب جتنے تھے اُن سب سے پوچھا
کہ خط سفیان کو پہنچائے گا کون — مرا پیغام یہ لے جائے گا کون
مگر سفیان کو سب پہچانتے تھے — مزاج ان کا ہے نازک جانتے تھے
کسی نے کی نہ لے جانے کی جرأت — خلیفہ نے جو دیکھی ان کی حالت
تو دربانوں میں تھا اک شخص عباد — کیا خط دے کے اس حاجب سے ارشاد
جہاں کوفے میں تو سفیان کو پائے — مرا خط ڈال دینا اُس کے آگے
غرض عباد جب کوفے میں آیا — تو سفیان کا پتہ اس نے لگایا
یہ کہتا ہے وہ تھا مسجد میں بیٹھا — مجھے آتے ہوئے دیکھا جو اُس جا
تو نکلا استعاذہ یوں زباں سے — شہاب آتا ہے جیسے آسماں سے
جسے سنکر ہوا میں ایسا ششدر — کہ مسجد سے ہوا فی الفور باہر
جو دیکھا اُس نے میرا حال بے طور — عبادت میں ہوا مشغول فی الفور
نکلکر واں سے میں نے اپنا گھوڑا — در مسجد پہ باندھا اور پھر آیا
مصاحب جسقدر سفیان کے تھے — وہ سب تھے اس کے گرداگرد بیٹھے
جھکائے تھے سر انکو اس طرح سے — گرفتار اجل ہوں چور جیسے
سلام اُن کو کیا ہر چند میں نے — مگر ہیبت زدہ وہ اسقدر تھے
کسی سے بھی جواب اس کا نہ پایا — کسی نے بھی نہ سر اپنا اٹھایا
تکلم تھا اشارے ہی سے اُن کا — کسی نے بھی کہا مجھ سے نہ اتنا
ذرا اک بیٹھو کھڑے ہو کس لئے تم — وہ رکھتے ہی نہ تھے تاب تکلم

ہوا اس وقت میرا حال ایسا | کہ مجھ پر خوف سے لرزہ چڑھ آیا
خلیفہ نے جو خط مجھکو دیا تھا | اسے سفیاں کے آگے میں نے پھینکا
وہ خط سفیاں نے دیکھا تو گیا کانپ | ڈرا ایسا کہ گویا اسمیں ہے سانپ
کہا اس کو پڑھے ہے کوئی ایسا | کہ ہیں اس خط کے چھونیسے ہوں ڈرتا
جسے اک شخص ظالم نے چھوا ہو | خدا ترسی ذرا سفیاں کی دیکھو
غرض اک شخص نے خط لیکے اس کا | نہایت ڈرتے ڈرتے اسکو کھولا
کہ گویا اژدہا ہے اس کے اندر | مبادا کاٹ ہی کھائے نکل کر
ہوا فارغ جو خط پڑھنے سے قاری | تو اک حیرت ہوئی سفیاں پہ طاری
یہ فرمایا کہ اس خط کو الٹ کر | جواب اس کا کرو تحریر اسی پر
یہ سنکر ان میں سے اک شخص بولا | کہ ہے ہارون بھی آخر خلیفا
مناسب ہے کہ کاغذ ہو کوئی اور | نمایاں جس سے ہو تہذیب کا طور
جواب اس کو ملا سفیان سے یوں | تامل پشت پر لکھنے میں ہے کیوں
جب اس کاغذ کو ظالم نے چھوا ہے | مرے پاس اس کا رہنا ہی برا ہے
بگڑ جائے گا اس سے دین میرا | کہا کاتب نے پھر کہئے لکھوں کیا

جواب نامۂ خلیفہ ہارون الرشید امام سفیان ثوری کیطرف سے

کہا لکھو خدا کا نام لے کر | کہ ہے سفیاں کا یہ نامہ مقرر
طرف اس کے جو اک بندہ ہے مغرور | شراب حرص سے رہتا ہے مخمور
لقب ہارون جس کا پر ملا ہے | نہیں ایمان کا جسکو مزا ہے
جو اس مکتوب میں لکھتا ہوں مضموں | تو اس سے خوب ہو آگاہ ہاروں
کہ میں الفت سے تیری باز آیا | جہاں تو ہے وہ میں نے چھوڑ دی جا
تو اپنے جرم کا کرتا ہے اقبال | کیا مجھکو بھی جس پر شاہد حال

کہ بیت المال پر قابض ہوا ہے | تصرف اس میں ناحق کر رہا ہے
میں ان افعال سے راضی نہیں ہوں | جو تجھ سے دور ہی خلوت گزیں ہوں
نہ اک میں بلکہ سب مجلس کے حضار | ہوئے مضمون سے تیرے خبردار
قیامت میں گواہی دیں گے ہم سب | سمجھ رکھ دلمیں اے ہارون تو اب
یتامی اور ارامل جس قدر ہیں | مجاہد اور افاضل جسقدر ہیں
جہاں تک حامل قرآں ہیں موجود | جہاں تک عالم ذیشاں ہیں موجود
تری حد ہے قلمرو کی جہاں تک | اُترتے ہیں مسافر بھی جہانتک
کوئی اس فعل سے راضی ہوا ہے | جو بیت المال پر تو جھک پڑا ہے
قیامت میں مزا پانا ہے تجھکو | خدا کے روبرو جانا ہے تجھکو
سمجھ رکھ دل میں پرسش اسکی ہوگی | بلا جو آئے گی کر فکر اس کی
خیال علم دیں تجھ میں نہیں ہے | اثر اس کا کہیں تجھ میں نہیں ہے
نہ قرآں کی تلاوت سے سروکار | نہ ہے تو تابع اخبار و آثار
نہ طرز زہد و وضع خاکساری | فقط اسباب پر اک تو ہے راضی
کہ ہو جور و تعدی کام تیرا | امام الظالمیں ہو نام تیرا
سریر آرا ہے تو کس کر و فر میں | لباس ریشمی پہنے ہے بر میں
جو ڈالے تو نے دروازوں پہ پردے | مشابہ ہیں حجاب کبریا کے
کئے ہیں حجاب سب تو نے مقرر | جفا جو بے مروت سخت لشکر
دیا کرتے ہیں جو لوگوں کو ایذا | نہیں کرتے ہیں جو انصاف اصلا
نہ بدکاری سے جن کو خوف نہ باک | رہیں جو بادہ خواری میں گرفتار
نہ مطلق شرم ہے سرقت سے جنکو | نہ کچھ ڈر ہے کسی علت سے جنکو
مگر جو ان علل میں ہو گرفتار | اُسے حد مارنے پر ہوں وہ تیار
تو حاکم آپ ہوا پر اس کے آگے | بتا کیا تجھے یہی اطوار تیرے
یہی تھا کیا ترے اتباع کا حال | بھلا کیا حشر میں ہو گا ترا حال

پکارے گا ندا جب کرنے والا / کہ ہیں ظالم کہاں یارانکے کس جا
کھڑے ہوں ایک جا بدکار و خاین / تو حاضر اس طرح تو ہوگا اسدن
کہ گردن پر بند ہے ہوں گے تیرے ہاتھ / نہ دے گا کوئی آفت میں ترا ساتھ
کوئی نیکی بھی کی ہو تو نے حاصل / تو ہوگی غیر کے میزاں میں داخل
سمیٹی ہو برائی غیر نے جو / وہ تیرے پلۂ اعمال میں ہو
بلا پر ہو بلا ظلمت پہ ظلمت / برائی پر برائی کی ہو کثرت
بھلائی چاہتا ہوں دل سے تیری / بہت رکھنا نصیحت یاد میری
رعایا ہیں تو رہکر ڈر خدا سے / ندامت میں ہو غافل مصطفے سے
تحفظ حکم شارع کا ہے لازم / خلافت ہے عدالت ہی سے قایم
سمجھ لے تو اگر یہ پادشاہی / ہمیشہ ایک ہی کے پاس رہتی
نہ ہرگز آج وہ تجھ تک پہونچتی / نکلجائے گی تیرے ہاتھ سے بھی
غرض یوں منتقل ہوتی ہے دنیا / کہ کل تھی اسکی اور آج اسکا
کوئی دنیا میں بھی ہو اہل ایسا / کہ باندھے آخرت کا اسمیں توشا
کسی کا دین دنیا میں فنا ہو / خسارت میں وہ آخر مبتلا ہو
گماں میرا ہے اے ہارون تجھپر / کہ ہوگا دین و دنیا میں تو ابتر
یہی کہتا ہوں میں ہو جا خبردار / نہ لکھنا خط مجھے آیندہ زنہار
جواب اس کا تجھے ہرگز نہ دونگا / ہوا سفیان کا جب خط یہ پورا
طرف عباد کے اس خط کو پھینکا / خریطہ تھا نہ تھا اس پر لفافا

روانہ ہونا عباد کا ہارون الرشید کیجانب سفیان ثوری کا خط لیکر

چلا جا جب سعادت کرکے حاصل / ہوا بازار میں کوفے کے داخل
نصیحت جسقدر سفیاں نے کی تھی / وہ سب عباد کے دلمیں تھی بیٹھی

سر بازار اُس نے یوں ندا کی
کہ یاں موجود ہے ایسا بھی کوئی

کہ اُس بندے کا بن جائے خریدار
کہ جو بھاگا ہوا ہے اور گنہگار

کئے پیش اس کے لوگوں نے جو دینار
کہا مجھ کو نہیں یہ مال درکار

فقط اک صوف کا جبہ عطا ہو
سوا اس کے عبا بھی ایک لا دو

سوال اس کا ہوا جس وقت پورا
کیا عباد نے پھر کام کیسا

کہ جو اس کے گلے میں پیرہن تھا
اوتارا اور نئے خرقے کو پہنا

رہا پیدل نہ گھوڑے پر چڑھا وہ
پیادہ پا برہنہ پا پڑا وہ

خلیفہ کے جو دروازہ پہ آیا
تو اس کو مضحکہ سب نے بنایا

خلیفہ نے مگر جسوقت دیکھا
پڑا عبرت سے اس کے تن میں غشا

وہ بیتاب نہ اُٹھا اور بیٹھا
طمانچے منہ میں اپنے مارتا تھا

یہ کہتا تھا بلا میرے لئے ہے
نہیں کچھ فائدہ میرے لئے ہے

رسول آیا سعادتمند ہو کر
رہا مرسل ہی خود ناکام و مضطر

وہ خط سفیان کا پڑھتا تھا ہارون
تو حالت اسکی ہوتی تھی دگرگوں

وہ ڈاڑھیں مار کر روتا تھا ہر دم
بڑا سفیان کی فرقت کا تھا غم

جلیسوں نے نکالی پھر تو یہ شاخ
کہ ہے سفیاں بہت بیباک و گستاخ

خلیفہ کا ہمیں ارشاد گر ہو
جکڑ لائیں سلاسل میں ہم اس کو

رکھیں محبوس عبرت کے لئے بھی
کہ ایسی کرنے پائے پھر نہ شوخی

خلیفہ نے کہا یہ سن کے اُن سے
کہ تم بے شبہ ہو دنیا کے بندے

تمھارے کہنے میں جو شخص آیا
بڑا دھوکا بلاشک اُس نے کھایا

تمھارے دام میں جو ہو گیا قید
شقاوت کا ہوا کمبخت وہ صید

نہیں سفیاں مگر اک شخص امت
بس اب رہنے دو جو ہے اسکی حالت

غرض سفیان کے خط کو خلیفہ
رکھا کرتا تھا پہلو میں ہمیشہ

سدا پڑھتا بوقت پنجگانہ
ہوا یاں تک کہ دنیا سے روانہ

آٹھویں شرط نیکوں کی صحبت اختیار کرنی اور بدونکی صحبت سے متنفر رہنے کے بیان میں

جہاں تک لوگ ہوں فساق و فجار
نہیں ہے فسق سے پیوند اچھا
نہیں ہے اہل قرآں سے یہ مخفی
یہ ظاہر ہو چکا ہے تجربہ سے
پہنکر جو لباس خیر خواہی
تملق کا ہے بدکار و نکیں افسوں
غرض ان کی ہے اپنا کام کرلیں
تعیش میں جو حاکم ہو گرفتار
منگائیں وہ شراب پرتگالی
بلائیں لولیان شوخ و طنّاز
رکھیں مصروف حاکم کو اسی میں
نہیں زیبا ہیں حاکم کو وہ عادات
معاصی پر کرے غیروں کو مائل
بھلا کیا معصیت کا تو ہے مذکور
گنہ گو شامت اعمال سے ہو
کہ حاکم ہی کے تابع ہے رعایا
جو راہ نیک پر حاکم کو پائیں
اگر خود ذات سے حاکم ہو بدکار
بُرے کاموں کی ہو لوگونکو جرأت
جرایم جسقدر ہوں اُن سے قایم

رہے حاکم ہمیشہ اُن سے بیزار
کہ رشتہ کفر سے ملتا ہے جس کا
کہ ہیں فساق مبغوض الٰہی
کہ ہوتے ہیں بہت بدکار ایسے
ہمیشہ ملک میں ڈالیں تباہی
کہ حاکم جب پہ ہو جاتا ہے مفتوں
ریاست کے خزانے گھر میں بھرلیں
یہ سب اسباب کر دیتے ہیں تیار
نہ ہو جو ساغر خورشید میں بھی
جو ہوں زہرہ شمائل اور خوش آواز
چھڑا دیں کام سارا دل لگی میں
کہ جس سے ملک میں پھیلیں فسادات
جرایم میں ہوں اُنکے آپ داخل
رہے وہ موضع تہمت سے بھی دور
رکھے پوشیدہ تا امکان وہ اسکو
امور نیک و بد میں لامحالا
قدم اپنا اسی جانب بڑھائیں
تو کیوں اُسکے بُرے پھیلیں نہ آثار
سزا پائیں نہ جب پھر کیا ہو عبرت
بنیں وہ نامۂ اعمال حاکم

غرض لازم ہے حاکم کو یہی بات — کہ ہوں شائستہ اطوار اور عادات

نہ ہرگز بدمعاشوں کو جگہہ دے — ہمیشہ نیک لوگوں میں گذارے

مناسب ہے سبک ضعوں سے پرہیز — خصوصًا خودغرض اور فتنہ انگیز

دیانت دار ہوں ایسے مصاحب — کہ جو تدبیر و دانش میں ہوں صاحب

رہیں ان سے ہمیشہ مصلحت جو — بنائے محرم راز اپنا ان کو

حکایت شقیق بلخی اور خلیفہ ہارون الرشید کی

خدا کے پاک بندے تھے شقیق ایک — نہ ایسا بلخ بھر میں تھا کوئی نیک

کہا ہارون نے اک روز ان سے — کہ ایسی کچھہ نصیحت مجھکو کیجے

کہ جس میں آخرت کا فائدہ ہو — تو سنئے کیا نصیحت کی ہے اسکو

کہ خالق نے بنائی اک سرا ہے — اور اس کا نام دوزخ رکھدیا ہے

کیا اس کا تجھے درباں مقرر — عنایت تین چیزیں کیں پھر اسپر

کہ ان چیزوں سے ایسا کام تو لے — کہ ہر مخلوق کو دوزخ سے روکے

وہ ہے شمشیر و مال و تازیانہ — تو ہو جس کا رویہ ظالمانہ

سزا دے تیغ سے اسکو ہے طاغی — خبر زر سے لیا کر عاجزوں کی

رویہ فسق سے اپنا جو بدلے — تو اس کو تازیانے سے سزا دے

طریقہ گر یہی تیرا رہے گا — تو عقبےٰ میں نجات اللہ دے گا

ملے گی رستگاری خلق کو بھی — تری کوشش سے ہوگی وہ بھی ناجی

خلاف اسکے اگر ہوگا تو عاقل — تو پہلے ہوگا خود دوزخ میں داخل

وبال اس کا پڑے گا خلق پر بھی — کہ تیرے ساتھہ ہوگی وہ بھی ناری

خدا کا حکم ہے قرآں کے اندر — نہیں ہیں فاسق و صالح برابر

حیات و موت میں اشخاص بد کا — نہ ہوں گے زاہدوں کے مثل زنہار

ہوا موئے کو حکم حق تعالیٰ	نہ کرنا مرگ فاسق پر غم اصلا

حکایت حضرت عمر کے انتظام کی انسداد فسق میں

عمرؓ تھے فسق سے ناخوش یہانتک	کہ تھا امکان میں اُنکے جہانتک
نہ ہونے دیتے بدکاری کا ساماں	وہ کرتے اس مرض کا خوب درماں
کسی شب آپ تحقیقات کرتے	مدینے ہی کے اندر پھر رہے تھے
صدا آئی کسی عورت کی اکبار	کہ پڑھتی تھی وہ اس مضمون کی اشعار
خوشی سے عید ہو جائے مجھے آج	اگر ہو جام مے اور ابن حجاج
غرض جب ہوگئی وہ رات کافور	ہوئی فاروق کو تحقیق منظور
ہوا ظاہر کہ وہ اک نوجواں ہے	کہ خوبی جس کے چہرے سے عیاں ہے
اُسے فاروق نے جدم بُلایا	تو بیشک خوبصورت مرد پایا
جو دیکھا بال بھی رکھتا ہے اچھے	ہوا یہ حکم نائی کو کہ مونڈھ دے
مگر اسپر بھی حسن اس کا وہی تھا	وبال عیب سے بالکل بری تھا
عمر نے خرچ کچھ دے کر بہر طور	مدینے سے نکالا اُسکو فی الفور

حسب حال زمانہ

مگر ہے اس زمانے میں یہ آفت	نہ ہے شرم و حیا باقی نہ عفت
اِدہر ہے تو لولیوں کا گرم بازار	اُدہر موجود ہیں لاکھوں خریدار
فجور و فسق ہو جتنا وہ کم ہے	نہ حاکم کا نہ کچھ شحنہ کا غم ہے
جو اجرت فاحشہ کو دے نہ کوئی	کرے وہ ضابطہ سے چارہ جوئی
یہ ہے صد حیف آئیں عدالت	کہ ہو ضایع نہ اُس کا حق خدمت

یہی اسباب ہیں جن سے ہمیشا
کھلا رہتا ہے دروازہ زنا کا

حدوں کا چھوٹ جانا ہی غضب تھا
مگر اس پر ہوا یہ اور طرا

کہ ہوتی ہے حمایت فاسقوں کی
نہیں مطلق شریعت کا ادب بھی

یہ آزادی کے ہیں سارے کرشمے
یہ سب تہذیب یورپ کے ہیں چشمے

کریں خود دین کو برباد حکام
بھلا پھر کیا ترقی پائے اسلام

گناہوں پر بھلا اتنی ہو جرأت
تو نازل ہو نہ کیونکر قہر و آفت

نویں شرط رعایا کے ساتھ محبت رکھنے کے بیان میں

سُنو شارع نے کی ہے یہ ہدایت
رہے مانوس حاکم سے رعیت

توحش اس کے دل میں ہو نہ پیدا
غرور و عجب سے حاکم کے اصلا

وہی ہے حاکموں میں خوب حاکم
رعایا کا جو ہو محبوب حاکم

مساکین رعیت کا رہے دوست
ہمیشہ اہل حاجت کا رہے دوست

نبیؐ پاک کا فرماں یہی ہے
کہ حاکم نیک اور بہتر وہی ہے

جو تم سے آپ رکھتا ہو محبت
تم اُسکی ذات سے رکھتے ہو الفت

نہایت بد ہے اس حاکم کی حالت
تمھیں اُس سے اسے تم سے عداوت

حکایت اردشیر بابکان اور اس کے بیٹے کی

سنو فرماں روا تھا اردشیر ایک
یہ دی بیٹے کو اُس نے موعظت نیک

کہ ہے لازم تجھے اے راحت جاں
رعایا پر کر اکثر لطف و احساں

مری اسبات سے رہنا نہ غافل
کہ ہیں ابواب سارے تابع دل

دلوں کا ہاتھ میں لینا ہے اچھا
کہ سب ابواب ہو جائیں مہیا

دسویں شرط سزا بلا رعایت دینے کے بیان میں

یہہ حاکم کے لئے ہے وصف درکار
کہ ہو مردم شناسی میں ہشیار

فراست کے اگر حاکم میں خوبی ہوں
تو اچھے لوگ ہی سب منتخب ہوں

کہ ہوں جو حق و باطل سے خبردار
رکھیں سنجیدہ سب افعال و کردار

خیانت سے بری ہوں ظلم سے پاک
نہ ہوں وہ گرگ سیرت اور سفاک

جو خائن ہو عقوبت سے نہ چھوٹے
سیاست کی صعوبت سے چھوٹے

کہ حاصل جس سے ہو غیروں کو عبرت
نصیحت پائیں سب ارکان دولت

سیاست فرض شرعی ہے بلاشک
نہ گذرے اس سے ممکن ہے جہاں تک

سیاست میں شفاعت کا نہ لے نام
نہیں قابل شفاعت کے برا کام

سفارش پر کبھی دھوکا نہ کھائے
جو بیجا ہو مروت باز آئے

کہ حکام اس سے ہو جاتے ہیں بدنام
بگڑ جاتے ہیں بدنامی سے سب کام

نبیؐ پاک سے کی تھی شفاعت
اسامہ نے کسی سارق کی نسبت

کہ ہاتھ اس چور کا کاٹا نہ جائے
تو یہ سنکر نبی غصے میں آئے

کہ کرتا ہے سفارش کس لئے تو
حدود شرع میں بیجا ہے یہ خو

سزائیں جرم پر دینی ہیں لازم
مگر ہو جائیں جب ثابت جرائم

نہ چھوڑے جرم پر ہرگز کسیکو
بڑا یا کوئی چھوٹا ہی نہ کیوں ہو

حکایت حضرت عمر کا ایک عامل کیلئے حکم تعزیر دینا

عمر کا یاد ہے حج میں یہ کہنا
مخاطب جب کہ تھی ساری رعایا

مقرر ہیں جو سب عمال و حکام
غرض یہ ہے کہ لیں انصاف سے کام

کوئی عامل جو ہووے ان میں ستمگار
کرو اسکی شکایت کا تم اظہار

کہا اک شخص نے فوراً یہ سنکر
کہ یہ عامل مسلط ہے جو مجھ پر

مجھے مارے ہیں بے جرم اسنے کوڑے
کیا ارشاد یہ سنکر عمرؓ نے

کہ تو بھی تازیانے اتنے ہی مار
کہ بدلہ ظلم کا پائے ستمگار

تو عمروؓ عاص نے سنکر یہ روداد
کہا حضرت آپ کا یہ سخت ارشاد

رعایا سے شکایت عاملوں کی
جو سنے گا تو پھر مشکل پڑے گی

عمر بولے نبی سب سے تھے اعلیٰ
جو اپنے نفس سے لیتے تھے بدلا

تو بدلہ اُس سے لینا ہے مجھے فرض
یہ سنکر عمروؓ نے کی آپ سے عرض

کہ عامل کو نہ دلوائیں سزا آپ
مناسب ہے کہ دیں ہمکو رضا آپ

کہ فریادی کو ہم کرلیں گے راضی
عمرؓ نے مان لی یہ بات اُن کی

غرض لازم پڑا اس کا منانا
دئیے دینار دو فی تازیانہ

یہ ہے حضرت عمرؓ کا قول لکھا
کہ عامل مرتکب ہو گر جفا کا

نہیں اصلاح کی اُسکے خبر لوں
تو سارا مظلمہ اپنے ہی سر لوں

کہ میں خود ظلم کا ٹھیروں نگہبانی
نہ ہے انصاف و عدل حکمرانی

کسی پر ہو جو بے تقصیر الزام
روادار عقوبت ہوں نہ حکام

زمانہ سب اگر دشمن ہو اُس کا
نہ رکھے داد گر کچھ اسکی پروا

اگر لاکھوں طرف سے ہوں اشارے
کبھی انصاف کی گردن نہ مارے

کوئی گر حکم جاری کردیا ہو
کہ ناحق غیر مجرم کو سزا ہو

تو ایسے حکم سے باز آئے فی الفور
اُسے منسوخ ہی کردے بہر طور

نہ سمجھے اس میں کچھ توہین زنہار
عدالت گستری کے ہیں یہ کردار

گیارھویں شرط پیچیدہ معاملات میں عقل و فراست سے کام لینے میں

حکومت کے لئے لازم ہے یہ بھی
کہ رکھتا ہو فراست انتہا کی

حوادث کے مبانی پر کرے غور	وقایع کے معانی پر کرے غور
وہ ہر اک حکم کو اچھی طرح سے	مشخص مختصر دانش میں کر لے
اگر ابواب مزوعہ میں دیکھے	کہ یہ خالی نہیں پیچیدگی سے
تو لے امر فراست سے وہ پھر کام	کہ جس سے امر حق پا جائے انجام

حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام اور دو عورتوں کی

سنو عہد سلیماں کا یہ قضا	کہ تھیں دو عورتیں اور ایک لڑکا
یہ کہتی تھی کہ ہے فرزند میرا	وہ کہتی تھی یہ ہے فرزند میرا
ہوئیں دربار میں دونوں وہ حاضر	گر اثبات دعوے میں تھیں قاصر
ہوا ناگاہ صادر حکم والا	وہ ٹکڑے کر دیا جائے یہ لڑکا
ہر اک عورت کو دو اک اک ٹکڑا	کہ بالکل منقطع ہو جائے جھگڑا
ضعیفہ اک ہوئی سنکر پریشاں	کہا یوں رو کے اس نے اے سلیماں
نہ کیجے قتل میں ہوں دست بردار	نہیں لڑکے کی خواہاں اب میں زنہار
تو یہ سنکر ہوا حکم سلیماں	اسی کو دو وہی لڑکے کی ہے ماں

حکایت ایک غلام کی جس نے اپنے تئیں آقا بنا رکھا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فیصلہ

علی مرتضےٰ کے عہد میں بھی	سنو اک ایسی ہی روداد گذری
سفر کے واسطے اک شخص نکلا	غلام اک ساتھ تھا اور اسکا لڑکا
قضارا چھوڑ کر دونوں کو تنہا	مسافر وہ ہوا راہ عدم کا
مدینے کی طرف وہ طفل آیا	غلام اس کا تھا ہمرہ جیسے سایا

کہا لڑکے نے میں آقا ہوں تیرا
کہا اس نے کہ تو بندہ ہے میرا

کوئی حجت نہ تھی دونوں کے نزدیک
کہ جس پر فیصلہ ہوتا کوئی ٹھیک

یہ سنکر حکم حضرت نے دیا یوں
کہ سر باہر کریں موکھے سے دونوں

کہا قنبر سے پھر شمشیر دے کر
غلام بے وفا کا کاٹ لے سر

ہوا مملوک ہیبت ناک ایسا
کہ سر موکھے سے کھینچا اور بھاگا

رہا لڑکے کا سر باہر اسی طور
ہوا مملوک پر قابض وہ فی الفور

غرض یہ وصف ہے حاکم کو درکار
کہ ہو صاحب فراست اور ہشیار

رہے ہر رنگ کی صحبت میں حاضر
رہے سب سے مخالط اور معاشر

تفرس خلق کے احوال کا ہو
تفحص اپنے استقلال کا ہو

اقسام فراست کا بیان جو حکام کے لئے نہایت ضرور ہے

فراست ہے جہاں میں دو طرح کی
کہ شرعی ایک ہے اور ایک حکمی

جو ہے شرعی سنو تفصیل اس کی
کہ ہے اک نور باطن وہ یقینی

کہ جس سے نفس ہو جائے مہذب
بری جو خصلتیں ہیں محو ہوں سب

جہالت جسقدر ہے دور ہو جائے
سیاہی دل کی سب کافور ہو جائے

بصیرت اسقدر کامل ہو اس کو
خدا کی معرفت حاصل ہو اس کو

فراست نور جو اللہ کا ہے۔
وہ مومن ہی کے حصے میں لکھا ہے

مگر یہ مرتبہ ایسا ہے اعلے
نہیں ملتا جو کمظرفوں کو اصلا

بیاں حکمی فراست کا بھی سنیے
کہ ہے اس کو تعلق تجربہ سے

جو ہر اک شخص کو ہوتا ہے حاصل
کوئی کم اور کوئی پاتا ہے کامل

جو ہیں اس قسم کے اہل فراست
قیافہ کہتا ہے ان کی حقیقت

مگر مرات دل روئے بشر ہے
فراست اسکی اس سے جلوہ گر ہے

دلیل اعضائے انسانی ہیں اُسپر
علامت پانوں تک ہے سر سے لیکر

جہاں تک نیک و بد کے ہیں علامات
قیافہ کے کتب میں سب ہیں حالات

غرض جو مادہ جس شخص کا ہے
فراست کا اسے حصہ ملا ہے

بارھویں شرط حاکم کے ذی علم اور حق شناس ہونیکے بیانمیں

یہ ہے منقول ارشاد پیمبر
کہ حاکم حق کو پہچانے سراسر

مگر جب تک نہ وہ حاکم ہو دانا
کہ آخر شرع کے احکام ہیں کیا

نہیں احقاق حق کی اس سے امید
نہ اُس سے ہو سکے کچھ حق کی تائید

بیاں ہے حاکموں کا یوں خبر میں
کہ اِک جنت میں جائے دو سقر میں

وہ حاکم داخل فردوس ہوگا
کہ حق جاری کیا اور حق کو سمجھا

ہے بیشک دوزخی وہ بانیٔ ظلم
کہ حق کو جان کر ناحق دیا حکم

مگر ہے تیسرا حاکم وہ ناداں
جہالت سے دیا ہو جس نے فرماں

امیہ کے گھرانے میں تھے کیا کیا
جلیل القدر باہمت خلیفا

سلاطیں تھے جو فخر آل عباس
وہ سب تاج خلافت کو تھے الماس

تھے عامل دین کے احکام پر بھی
فدا تھے جان سے اسلام پر بھی

وہ دل سے چاہتے تھے فاضلونکو
جہاں کے عالمونکو عاملوں کو

ائمہ کے وہ ارشادات سنکر
کیا کرتے عمل انپر برابر

یہی سب نیک نامی کا سبب تھا
یہی ان کی ترقی کا سبب تھا

مسلمانوں کی حالت پر کچھ مختصر سا مرثیہ

وہ جب سے مٹ گیا ہے کارخانہ
تو اب آیا ہے یہ سر پر زمانہ

کہ غربت چھا گئی اسلام پر آج
مسلمانی ہوئی شوریدہ سر آج

نہ کچھ علم و عمل سے واسطہ ہے
نہ کچھ احکام دیں سے مدعا ہے

نہ کچھ تقوے کی سمجھیں اب ضرورت
تدین کی مٹی جاتی ہے صورت

شریعت کے ہے غم میں جو کہ روتا
تو ہوتی ریشخند اس پر ہے ہر جا

حدیث و فقہ سنکر یہ کہیں بات
کہ ہیں اگلے زمانہ کے حکایات

زباں پر ہے گھڑی ہو لاف تہذیب
مگر ہے دین کی ہر لحظہ تخریب

بہت ہی شوق سے ڈاڑھی منڈائیں
سر ہو تفرقہ جس میں نہ لائیں

نہ واقف دین کے احکام سے ہوں
سدا بیگانہ وحشی اسلام سے ہوں

مسلمانی ہو ظاہر نام ہی سے
نہ ہرگز دین پر رغبت ہو جی سے

بھلا اس حال میں کیا خاک ہوگی
نبی کے دین کو حاصل ترقی

یہ بے علمی کے ہیں سارے نتائج
جدہر دیکھو رسوم بد ہیں رائج

خدایا دین کے جتنے ہیں حاکم
وہ پڑھ کر علم دیں ہو جائیں عالم

حکومت لاکھ ہو کس کام کی ہے
فضیلت علم کی کچھ اور ہی ہے

اسی سے ہوتی ہے توقیر افزوں
نہیں تو سارے عالم میں ہے مطعوں

حکایت دو بھائیوں کی جو مصر میں تھے

دیار مصر میں تھے دو برادر
ہوا اک بھائی عالم علم پڑھ کر

کمائی دوسرے بھائی نے دولت
ملی اس کو وہاں کی بادشاہت

وہ اس بھائی کو جو عالم بنا تھا
حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا

یہ کہتا تھا کہ میں فرمانروا ہوں
نہیں تیری طرح سے میں گدا ہوں

جواب اس نے دیا سنکر کہ بھائی
ملی میراث مجھکو انبیا کی

تو ہے فرعون و ہامان کا خلیفہ
کہ ہے حصہ میں تیرے ان کا جیفہ

تیرھویں شرط فصل خصومات میں قرابت کی رعایت نہ کرنیکے بیان میں

سدا حکام کو لازم ہے یہ بات ۔ کہ وہ جب دم کریں فصل خصومات
قرابت کی رعایت سے رہیں دور ۔ عدالت سے رکھیں رشتہ بدستور

حکایت خلیفہ ہارون الرشید اور اس کے بیٹے کی

کریں اس واقعہ سے استفادہ ۔ کہ تھا ہارون کا اک سرہنگ زادہ
خلیفہ کے پسر کو اس نے اک روز ۔ سنائی سخت دشنام جگر سوز
تو اس نے اس کلام سخت تر سے ۔ خفا ہو کر شکایت کی پدر سے
وزیروں سے خلیفہ نے یہ پوچھا ۔ سزا ہوتی ہے ایسے شخص کی کیا
کسی نے کہدیا ہے قتل لازم ۔ کہ تا موقوف ہوں ایسے جرائم
کسی نے کہدیا کاٹیں زباں کو ۔ کہ حاصل جس سے عبرت ہو جہانکو
کسی نے کہدیا تاواں ہے درکار ۔ کہ ہے لائق اسی کے یہ گنہ گار
خلیفہ نے کہا سب کی یہ سن کر ۔ کہ اے جان پدر ہے عفو بہتر
اگر تجھ سے نہ ہو سکتا ہو یہ کام ۔ تو لازم ہے کہ دے اک تو بھی دشنام
مگر حد سے تجاوز ہو نہ زنہار ۔ کہ پھر وہ مدعی ہے تو ستمگار

چودھویں شرط حکومت کی تمنا نہ رکھنے کے بیان میں

وہ ہو حاکم جو پروا ہی نہ رکھے ۔ حکومت کی تمنا ہی نہ رکھے
حدیث مصطفٰے سے ہے یہ پیدا ۔ کہ حاکم حشر میں نادم رہے گا
حکومت جو کرے دو شخصوں پر بھی ۔ تو اسکی حشر میں حالت ہو ایسی

کہ مشکیں باندھ کر لیجائیں اُسکو
حضور حق تعالیٰ لائیں اُس کو

شریعت سے یہ ثابت ہے برابر
نہ ایسا شخص حاکم ہو مقرر

کہ جس کے دل میں کچھ حرص عمل ہو
نہ پیدا حرص سے کوئی خلل ہو

جو پیرو نفس کی خواہش کا ہو گا
وہ باعث خلق کی کاہش کا ہوگا

غرضمندانہ ہوگا کام اُس کا
نہیں اچھا کبھی انجام اُس کا

حکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمیر عامل کی

عمیر اک شخص تھے عامل عمر کے
جنھیں ہیں لوگ ابن سعد کہتے

رہے وہ حمص میں مامور اکسال
سنو سننے کے قابل ہے یہ احوال

بلایا جب انھیں حضرت عمر نے
مدینے میں عجب حالت سے آئے

عصا تھا ہاتھ میں کاندھے پہ تھیلا
بس اک لوٹا تھا ساتھ اور اک پیالا

تغیر رنگ رخ سے برملا تھا
غبار راہ چہرے پر جما تھا

پیادہ پا پریشاں بال بھی تھے
پریشاں دل پریشاں حال بھی تھے

عمر نے دیکھ کر یہ حال اُن کا
کہا تم کس لئے آئے پیادہ

تمھارے پاس گر مرکب نہیں تھا
تو آخر مانگ ہی لیتے کسی کا

کہا یاں مانگنے سے ننگ جب ہو
تو پھر دے کون بے مانگے کسی کو

کہا فاروق نے ہیں بد وہ انساں
نہ کی تائید ہیں کیسے مسلماں

کہا کہئے نہ ان کو آپ طالح
نمازی ہیں وہ سب لوگ اور صالح

حکومت کا عمر نے حال پوچھا
عمیر اُن سے ہوئے یہ سن کے گویا

ہدایت آپنے دی تھی جہاں تک
عمل کرتا رہا میں بھی وہاں تک

مقرر کر دئے عمال دیندار
فراہم تا کریں وہ مال سرکار

مناسب کام میں زر کو لگایا
رہا باقی نہ کچھ ہمراہ لایا

غرض حضرت عمر نے دل میں ٹھانا
تو کی اُن سے گذارش یہ بہ تکرار
کہ اک نصرانی ذمی کو میں نے
تاسف ہے جو حاکم میں نہو تا
یہاں جس روز میں حاضر ہوا تھا
جواب صاف یوں دیکر عمر کو
ستو اسپر جو تھوڑے روز گذرے
کہا حارث سے گر ہو حال ابتر
نہوں تکلیف میں گر وہ گرفتار
غرض حارث نے دیکھا اُنکو جاکر
لگے بیٹھے تھے اک دیوار سے وہ
رہا مہماں یہ اُن کا تین ہی دن
کہ آتی تھی میسّر جو کی روٹی
کہ رہتے تھے کھلا کر آپ بھوکے
کہا حارث نے لایا ہوں میں دینار
کیا اصرار بی بی نے تو لے کر
وہ مسکینوں کو جاکر بانٹ آئے
یہ سب احوال جو گذرا سراسر
ہوا سنکر عمر کو رنج اور یاس
کہا کرتے تھے یوں فاروق ذیشاں
تو میں تائید دینی اُس سے پاتا
خلیفہ جس زمانہ میں ہوا ایسا
یہی اقبال مندی کے تھے اسباب

انھیں بھیجے کہ خدمت پر روانہ
نہیں اب مجھ کو خواہش اسکی زنہار
کہا اکدن تو روز خوش نہ دیکھے
تو کیوں منہ سے نکلتا لفظ ایسا
وہ دن میرے مقدر میں برا تھا
گئے آخر اجازت لے کے گھر کو
تو سو دینار انھیں بھیجے عمر نے
چلا آنا انھیں دینار دے کر
تو واپس واں سے لے آنا یہ دینار
تہیدست اور پریشاں حال و مضطر
کہ تکیہ کبریا پر رکھتے تھے وہ
بہت کھانے میں آیا غم ولیکن
اور اس روٹی کی بھی مقدار اتنی
طریقے ہیں جو مردانِ خدا کے
کہا لینا نہیں منظور زنہار
چلے گھر سے لئے تھیلی کو باہر
نہ اک دینار اپنے ساتھ لائے
کہا فاروق سے حارث نے آکر
عمیر آخر گئے اللہ کے پاس
کوئی ایسا مجھے ملتا جو انساں
رہے گی یہ مجھے حسرت ہمیشا
تو کیوں چمکے نہ اختر معدلت کا
مسلمانوں میں ہیں جو آج نایاب

پندرھویں شرط خوف خدا رکھنے کے بیان میں

جو ہو حاکم حکومت کے سزاوار
رضائے حق تعالےٰ کا طلبگار

صواب اس کے اگر ارشاد میں ہو
تو پائے اجر وہ اللہ سے دو

خطا گر حکم میں اپنے کرے گا
تو جب بھی ایک اجر اسکو ملے گا

حکایت سلطان سلجوقی اور ایک لودھی عورت کی

کوئی سلجوقیوں میں پادشہ تھا
کہ بہر صید اک جنگل میں آیا

کسی میداں میں اترا شاہ عادل
کہ کچھ تفریح کچھ راحت ہو حاصل

غلام اس کا کنار رود پہونچا
تو دیکھی گائے اک فربہ توانا

ستم ایجاد کے ارشاد پر واں
ہوا وہ جانور مذبوح و بریاں

وہیں رہتی تھی اک مسکین بڑھیا
سنو یہ جانور تھا مال اُس کا

اور اس بیوہ کے تھے فرزند بھی چار
یتیم و بیکس و محتاج و ناچار

بڑھا اس پیرزن کا رنج حسرت
تھی اس کے دودھ پر سبکی معیشت

لگی کرنے وہ آکر پل پہ زاری
کہ گذری اتنے میں شہ کی سواری

عناں پر بڑھ کے اس نے ہاتھ ڈالا
زباں پر آہ تھی اور دل میں نالا

غلام آیا اٹھا کر تازیانہ
کہ چل بڑھیا یہاں سے ہو روانہ

کہا سلطان نے ہوتا ہے معلوم
کہ یہ بڑھیا کوئی عورت ہے مظلوم

اُسے فریاد سے کیوں روکتا ہے
سنوں میں بھی جو اس کا مدعا ہے

کہا پھر شاہ نے اس پیرزن سے
جو تیرا مدعا ہے صاف کہدے

جواب اس نے دیا اے شاہ والا
اگر تو داد اس پل پر نہ دے گا

قسم اللہ کی عزت کی مجھ کو
نہ چھوڑوں حشر کے پل پر بھی تجھکو

ملے جب تک نہ مجھکو داد میری — تو کیا موقوف ہو فریاد میری
یہاں جینا ہے سہل آساں ہے مرنا — مگر اس پل سے ہے مشکل گذرنا
ذرا دل میں تو کر اپنے تامل — تجھے یاں کونسا منظور ہے پل
یہ سنکر شاہ پر غالب ہوا ڈر — کہ گھوڑے سے اُتر آیا زمیں پر
کہا جس نے ستم تجھپر کیا ہے — وہ حاضر ہو تو پھر ممکن سزا ہے
کہا اُس نے یہی ہے میری فریاد — ترے مملوک نے کی مجھپہ بیداد
اٹھایا جس نے مجھپر تازیانہ — اُسی نے مجھکو لوٹا ظالمانہ
معیشت ہم غریبونکی تھی جسپر — کیا غارت اسی ظالم نے آکر
کہا سلطان نے سنکر یہ تقریر — کہ اس مملوک کو لازم ہے تعزیر
اور اس بڑھیا کو ستر جانور دو — نہ ناحق پیرزن کی بد دعا لو
غرض جب اُسپہ گذری ایک مدت — ہوی سلطان کی دنیا سے رحلت
اٹھی وہ پیرزن رنج و تعب میں — لحد پر اُس کے آئی نصف شب میں
دعا رو رو کے کی اے خالق پاک — کہ یہ بندہ ہے جو تیرا تہ خاک
ہوی تھی جس گھڑی میں سخت ناچار — بنا یہ اس گھڑی میرا مددگار
یہ عاجز ہو گیا ہے قبر میں آج — تری تائید کا یارب ہے محتاج
ترا مخلوق یہ اک آدمی تھا — تری قدرت کے آگے بیسروپا
کیا مجھپر کرم اُس حال میں بھی — تو تیری شان کیا کم ہے الٰہی
کہ تو خالق ہے اور غالب بڑا ہے — جو اسکو بخشدے دشوار کیا ہے
دعا اس پیرزن نے اس طرح کی — ہوئی مقبول درگاہ الٰہی
کسی نے خواب میں سلطان سے پوچھا — بتا مر کر تری حالت ہوی کیا
کہا سلطان نے ہے بات اتنی — دعا مجھکو اگر بڑھیا نہ دیتی
عقوبت سے نہ پاتا میں رہائی — دعائے پیرزن ہی کام آئی

سولھویں شرط رشوت سے احتراز کرنا

نہ رشوت کا رہے حاکم روادار
شریعت میں ہے جس پر وعدۂ نار

یہ رشوت منقسم دو قسم پر ہے
زبان مار کا جن میں اثر ہے

رشوت کی قسم اول

ہے اول یہ کہ دے تو حکم ایسا
حق و ناحق ہو جس میں نفع اپنا

بوقت حکم یہ مد نظر ہو
کہ اپنا نفع غیروں کا ضرر ہو

نہ ہو ہر چند غیروں کا ضرر بھی
دیا حاکم نے حکم حق اگر بھی

رکھے گر نفع سے اپنے سروکار
تو عند اللہ ہو جائے گنہ گار

حکایت خلیفہ مستنجد باللہ کے دس ہزار دینار رشوت نہ لینے میں

کوئی مفسد تھا پر فن اور پر کید
کہ مستنجد نے اسکو کر لیا قید

یہ حالت دوستوں نے جبکہ دیکھی
تو سب نے جمع ہو کر مشورت کی

کہ دے کر دس ہزار یکمشت دینار
چھڑا لیں قید خانہ سے گنہ گار

ہوا جب ذکر اس کا پیش سلطاں
تو سنتے ہی کیا صادر یہ فرماں

کوئی مجرم کر و پیدا جو ایسا
تو میں خود تم کو دیتا ہوں اتنا

رشوت کی قسم دوم

سنو رشوت کی ہے یہ قسم دیگر
کہ جس میں مبتلا حاکم ہیں اکثر

غرض جس کا رفرما سے ہو حاصل
ہدایا پر اسے کرتے ہیں مائل

نہ لینا چاہئے حاکم کو ہدیے
نہیں شک اسکی حرمت میں سمجھ لے

قبول اس کو کرے حاکم نہ زنہار
رکھے دلمیں بھی اس ہدیہ سے انکار

حکایت حضرت عمر اور ایک شخص انصاری کی

عمرؓ کو ایک انصاری ہمیشہ
دیا کرتا شتر کی ران ہدیہ

ہوا اک امر جب در پیش اُس کا
عمر سے وہ سر محفل یہ بولا

الگ حق سے ہو باطل اسطرح سے
جدا ران شتر ہوتی ہے جیسے

مگر اس کا ہوا ثابت نہ کچھ حق
عمر نے بھی رعایت کی نہ مطلق

خلاف اس کے کیا فتویٰ کو جاری
نہ ہو تا حق کے آگے شرمساری

ہوا اس روز سے ارشاد والا
کوئی عامل کسی سے لے نہ ہدیا

ستر ویں شرط غصہ کی حالت میں فتویٰ نہ دینے کے بیان میں

یہ ہے حکم شریعت جان رکھو
کہ حاکم غیظ کی حالت میں جب ہو

روا اس کو نہیں فتوے کا دینا
کہ اُس میں حق نہ ضایع ہو کسی کا

نہ کرنا چاہئے اسدم شتابی
پڑے گی عدل حاکم میں خرابی

خلیفہ عمر بن عبد العزیز کا فرمان

عمر اسلام کے تھے اک خلیفہ
عدالت تھی سلاان کا وظیفہ

یہ ان کے عہد میں تھا حکم جاری
غضب جسوقت ہو حاکم پہ طاری

نہ ہرگز کوئی مجرم بھی سزا پائے
سزا تب ہو کہ غصہ بھی اتر جائے

سزا جس وقت ہو جائے مقرر
نہ ماریں پندرہ کوڑوں سے بڑھ کر

اٹھارویں شرط حاکم کو اپنی رائے پر امین نہ ہونے کے بیان میں

یہ ہے حاکم کو لازم غور فرمائے — اور اپنی رائے پر امین نہ ہو جائے

نہ ڈگ جائے کہیں ان مرحلوں میں — ہمیشہ مشورہ لے فیصلوں میں

مگر مصلح کا بھی لازم ہے ادراک — کہ ہو اغراض نفسانی سے وہ پاک

کہے جو بات ہو اخلاص ہی سے — نہ رکھتا ہو ذرا سازش کسی سے

شریعت کے مسائل سے ہو آگاہ — مسائل کے دلایل سے ہو آگاہ

خدا کے ڈر سے امین ہو نہ زنہار — ہمیشہ راست باز و نیک کردار

فریب اور مکر سے ناآشنا ہو — نہایت متقی اور پارسا ہو

حکایت حضرت عمر کو حضرت معاذ کے مشورہ دینے کی

کیا حضرت عمرؓ نے حکم جاری — کہ ہو اک حاملہ کی سنگساری

معاذ اس وقت حاضر تھے مگر واں — کہا فاروقؓ سے ہو کر پریشاں

شکم میں ہے جو اس عورت کے بچا — ضرر اس رجم سے اسکو بھی ہوگا

وہ بچہ بے جرم اس میں شک نہیں ہے — کہا حضرت عمرؓ نے آفریں ہے

معاذ اس وقت گر حاضر نہ ہوتا — ہلاکت میں عمرؓ کی شک نہیں تھا

ذرا انصاف تو دیکھو عمرؓ کا — کیا منسوخ فوراً حکم اپنا

انیسویں شرط بیت المال کی حفاظت میں

رعایا جس سے ہو سرسبز آباد — رہے لشکر بھی ہر دم خرم و شاد

فروغ مملکت جس سے عیاں ہو — فراغ معدلت جس سے عیاں ہو

تمنا عدل کی حاصل ہو جس سے
عدالت کی غرض کامل ہو جس سے

عروج نیک نامی کا سبب ہو
ادا حق اہل حاجت کا بھی سب ہو

بتاؤں کونسی ایسی ہے شئے وہ
سُنو مجھ سے کہ بیت المال ہے وہ

تحفظ چاہیئے جس کا ہمیشہ
کہ بیجا صرف میں آئے نہ حبہ

مخارج سے نہ بڑھ کر ہوں مداخل
مداخل سے نہ ہو اک لحظہ غافل

ضرورت صرف زر کی جس قدر ہو
کبھی اس سے نہ دل میں تنگتر ہو

کہ جس سے انتظام ابتر نہ ہوجائے
کسی صورت میں پیدا اشتر ہوجائے

مگر مدنظر رکھے کہ زنہار
پڑے زاید نہ اخراجات کا بار

کرے ناحق نہ بیت المال تاراج
کہ ہو اوقات حاجت میں نہ محتاج

کبھی ایسے بھی ملجاتے ہیں نوکر
فریب آمیز باتوں سے جو اکثر

گھٹا دیتے ہیں اخراجات بالکل
ضرورت پر نہیں کرتے تامّل

نہیں پروا انھیں بگڑے اگر کام
ہو اپنا خیر خواہوں میں مگر نام

کسی کا حق تلف ہو یا ضرر ہو
انھیں اسباب کا مطلق نہ ڈر ہو

یہ رشتہ خیر خواہی کا نہیں ہے
جنھیں کچھ غم تباہی کا نہیں ہے

انھیں مدنظر رہتا ہے یکسر
اسی پہلو میں اپنا نفع اکثر

غریبوں کو ڈبونا آپ کھانا
اُسے اپنی ترقی میں لگانا

ہیں اُن لوگوں کے یہ سارے کرشمے
جنھیں یاں مختصر لکھا ہے ہم نے

خلاف اِن کے جماعت دوسری ہے
کہ جنکو لوٹنے کی ہی پڑی ہے

کہ ہو گو بے ضرورت ہی کوئی کام
ضرورت سے اُسے دیں بڑھکے انجام

حساب ایسا کریں دفتر میں داخل
کہ جس میں مدعا ہو اپنا حاصل

جمادیں ذہن میں حاکم کے فی الفور
کہ آئندہ ہیں اسمیں نفع کے طور

سراسر ہے غلط ان کا بیاں ہی
کہاں کا نفع ہوتا ہے زیاں ہی

نہ اخراجات کا ہو جب ٹھکانا
تو خالی کیوں نہ رہ جائے خزانہ

تو اس اشکال میں لازم ہے اتنا
کہ حاکم سوچ لے ممکن ہے جتنا

کہ اس میں کیا مرا نفع و ضرر ہے
کہاں تک جھوٹ یا سچ یہ خبر ہے

غرض تفتیش ہر اک حال کی ہو
حفاظت خوب بیت المال کی ہو

جہاں تک ہو سکے تکلیف اٹھائے
نہ ہرگز دام میں غیروں کے آئے

کہ ہوگا جبکہ ظاہر یہ نتیجہ
کھلے گا اس کی بدنظمی کا عقدہ

حکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حفاظت بیت المال میں

سنو حضرت عمر کی تھی یہ حالت
کہ ان اونٹوں کی کرتے آپ خدمت

تعلق جنکو بیت المال سے تھا
اٹھاتے انکے پیچھے آپ ایذا

جو ہوتی سخت گرمی اسقدر بھی
کہ جلتے مثل پروانہ بشر بھی

انھیں حضرت ہی لیجاتے چراگاہ
ہر اک کے حال سے تھے خوب آگاہ

کمر باندھے ہوئے رہتے تھے تیار
تلف ہونے نہ دیتے مال سرکار

اٹھاتے آپ پالان شتر کو
فراہم کرتے سامان شتر کو

مدد لیتے کسی سے بھی نہ زنہار
نہ رکھتے تھے ذرا اس کام سے عار

خبرداری میں تھے مصروف ایسے
کہ رنگ اور دانت بھی اونٹوں کے لکھتے

ملا کرتے تھے خود دشمن ہمیشہ
کسی کی بھی نہ کچھ کرتے تھے پروا

شتر انمیں اگر جاتا کوئی کھو
تو فوراً ڈھونڈھ کر لے آتے انکو

کہا کرتے تھے خود ہے کون ایسا
کہ ہو مجھ سے غلامی میں زیادہ

بھلا مجھ سے ہے بڑھکر کون حقدار
حفاظت سے جو رکھتا مال سرکار

جو والی ہو مسلمانوں کا کوئی
تو سن رکھو یہ ہے تمثیل اسکی

کہ ہوں نوکر پہ حق آقا کے جیسے
فرائض اسکے بھی ہوتے ہیں ویسے

خدا نے مجھ کو دی ہے پاسبانی
مجھی سے ایکدن پرسش بھی ہوگی

حکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حفاظت تقسیم میں

خزانے میں کہیں سے مشک آیا
نہ تھے واقف عمر ہے وزن کتنا

کہا یہ مشک تولے کوئی عورت
تو چاہی عاتکہ نے تب اجازت

نہ کی زوجہ کی لیکن بات منظور
کیا اس کام پر ان کو نہ مامور

کہ گر مشک انکے کپڑوں میں لگے گا
تو نقصاں اس میں ہوگا غازیوں کا

حکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور انکے فرزند کی

کہیں سے روغن زیتوں تھا آیا
لگایا سب کا فوراً اسمیں حصتا

پیالے میں ذرا سا رہ گیا تھا
کہ اتنے میں عمر کا ایک لڑکا

لگا سر میں لگانے پونچھ کر تیل
عمر نے دیکھ پایا اس کا یہ کھیل

کہا فرزند سے ہوکر خفا یوں
تصرف تیل پہ تو نے کیا کیوں

سمجھ لے یہ مسلمانوں کا ہے مال
کہ آلودہ ہو جس سے تیرے بال

ہوا نائی کو پھر یہ حکم والا
کہ سارا مونڈ ڈالے سر ہی اسکا

حکایت حضرت عمر کی سرکاری تیل کی حفاظت میں

رسول پاک کے اک شب صحابی
ہوئے حاضر جو خدمت میں عمر کی

عمر نے دیر میں ان کو بلایا
جب آئے وہ تو یہ قصہ سنایا

کہ ہے جو تیل سرکاری معین
چراغ اس سے کیا تھا میں نے روشن

اسی سے کر رہا تھا کار سرکار
دیا تم کو نہ میں نے حکم احضار

ہوا جب کام سے فارغ بلایا
جو روشن تھا چراغ اسکو بجھایا

چراغ اپنا جلایا دوسرا ایک
نہ ہو ضایع نہ ناحق مال سرکار
فقط ملحوظ حق تھا غازیوں کا
یہاں تک آپ کی ہمت تھی عالی
صفائی اسکی پھر کرتے تھے خود ہی
کہ حق تقسیم لوگوں کا ہوا سب

طریقہ آپ کا تھا کس قدر نیک
نہیں کچھ بخل کا یاں دخل زنہار
کہ جب تقسیم کرتے آپ حصا
کہ بیت المال ہو جاتا تھا خالی
بجا لاتے تھے واں شکر الٰہی
یہ ہے احسان تیرا مجھپہ یارب

بیسویں شرط قرابتداروںکو اپنے ماتحت حاکم مقرر نہ کرنے میں

کوئی حاکم سے گر رکھے قرابت
یہ ہو جس محکمہ میں بر سر کار
یہ ثابت ہو چکا ہے تجربے سے
نہ رکھیں عدل کی پروا ہی دلمیں
جو ہو ان کے سبب سے ظلم تو بھی
نہ ہو زنہار یہ جرأت کسی کی
کوئی فریاد بھی گر پیش ہو جائے
خدا کا آپ ہو جائے وہ عاصی
عدالت کو نہ چھوڑے ہاتھ سے گر
تو یہ بھی رنج سے خالی نہ ہوگا
صحابہ حضرت خیر البشر کے
نہ کرتے تھے عزیزوں کی رعایت
ہوس دنیا کی رکھتے تھے نہ زنہار
ہر اک آباد و خرم بالیقیں تھا

کرے حاکم نہ کچھ اسکی رعایت
عزیز اس کا نہ ہو مامور زنہار
کہ جب مامور ہوں اشخاص ایسے
نہ دیں حاکم کے ڈر کو جائے دلمیں
نہ ہو حاکم کو اسکی کچھ خبر بھی
کرے جو ہو کے مضطر دادخواہی
توجہ افسر اعلےٰ نہ فرمائے
نہ پائے نار دوزخ سے خلاصی
سزا دے اہل عصیاں کو برابر
اُٹھائے رنج کیونکر دل البشر کا
بھٹکتے تھے نہ ہرگز پاس شر کے
نہ تھا مطلق انھیں پاس قرابت
فقط اخلاص و دیں کے تھے طلبگار
کوئی شاکی عدالت کا نہیں تھا

صحابہ سے اگر ہوتا نہ یہ کام — تو پھر باقی نہ رہتا نام اسلام
انھیں کی سب یہ کوشش کا اثر ہے — کہ اب تک دین احمد جلوہ گر ہے

حکایت عمر فاروق اور عبداللہ بن عمر کی

یہ کی فاروق نے اک دن شکایت — کہ اہل مصر کی ہے طرفہ حالت
اگر ہو ان کا عامل نرم طینت — تو کچھ کرتے نہیں توقیر و عظمت
کروں گر سخت عامل کو روانہ — تو ہو ان کی شکایت کا بہانہ
نہیں ملتا ہے ایسا شخص ہی جو — قوی بھی ہو امانت دار بھی ہو
ہوا اک شخص اس مجلس میں گویا — کہ مجھ سے پوچھئے ہے کون ایسا
وہ عبداللہ فرزند عمر ہے — امانت دار ہے اور باخبر ہے
ہوئے حضرت عمر سنکر یہ تقریر — نہایت خشمگیں اور سخت دلگیر
کہا تجھ پر پڑے قہر الٰہی — کہ تو نے بات کی مجھ سے نہ اچھی
حضوری سے مری فی الفور ہو دور — نہیں کچھ رائے لینا تجھ سے منظور
دیار مصر بھیجا ہو کوئی جا — وہ ہو سکتا نہیں عامل کہیں کا

اکیسویں شرط اگر بادشاہ کسی ملک کی رعایا پر ظلم کرنا چاہے تو بھی عمال کو عدل سے انحراف لازم نہیں ہے

عدالت سے رعایا بہرہ ور ہو — عدالت ہی سے حاکم نامور ہو
عدالت سے خدا ہو جائے راضی — عدالت ہی سے ہو باجور قاضی
عدالت غمزدوں کو شاد کر دے — عدالت ملک کو آباد کر دے
رخ زیبائے دولت ہے عدالت — خط فرمان عزت ہے عدالت

عدالت نیک نامی کا سبب ہے
عدالت ہی سے تو خوشنود رب ہے

جو ہو سلطاں رعایا کا عدو بھی
تو اس کے ساتھ ظالم بن تو بھی

بلا سلطاں کی جانب سے ہو نازل
تو لازم ہے کہ ٹالے اس کو عاقل

کہ جس میں دین و دنیا کا بھلا ہو
بلائے رنج میں گر مبتلا ہو

نہ رکھے ذلتِ دنیا کی پروا
مگر ہر وقت رکھے خوفِ عقبےٰ

رعایا کا جو ہو بدخواہ سلطاں
تو وہ خود ایک دن ہوگا پشیماں

حکایت خلیفہ عباسیہ اور خاصب غلام عامل مصر کی

خلیفہ تھا کوئی عباسیوں کا
کہ اہل مصر پر تھا اسکو غصا

یہی بات اس کے دلمیں آگئی تھی
کہ بھیجے کوئی عامل چُن کے موذی

جو آئین حکومت ہی نہ جانے
رعایا کی رعایت ہی نہ جانے

رعیت ظلم سے مجبور ہوجائے
پریشاں ہو وطن سے دور ہوجائے

سنو خاصب غلام اک شاہ کا تھا
خلیفہ نے جسے حاکم بنایا

خلیفہ کو نہ تھی اسکی خبر ہی
کہ اہل مصر کی قسمت ہے اچھی

غلام ان کا بنا سردار جبدم
عدالت کا ہوا کچھ اور عالم

حکومت کا رکھا اس نے وہ اسلوب
خلیفہ کا ہوا حاصل نہ مطلوب

رکھا ہر ایک کو مسرور و شاداں
رعیت مصر کی تھی جسپہ نازاں

دیار غیر سے بھی لوگ آ کر
ہوئے اس شہر میں آباد اکثر

کہیں آئے خلیفہ کے اقارب
سفر کرتے ہوئے خاصب کیجانب

تو کی اس نے بہت تعظیم و عزت
دیئے تحفے انھیں ہنگام رخصت

ہوئے جب داخل دربار شاہی
انھوں نے کہدیا سب حال ماضی

تحایف جسقدر تھے ساتھ لائے
وہ سب گنکر خلیفہ کو دکھائے

غضب میں دیکھکر آیا خلیفہ
اسی دم کردیا یہ حکم اجرا

کہ غاصب کی نکالی جائیں آنکھیں
اسے بغداد کی گلیوں میں چھوڑیں

کریں بازار میں تشہیر اسکی
مناسب ہے یہی تقصیر اسکی

غرض غاصب ہوا آخر گرفتار
نکالیں اسکی آنکھیں دیکے آزار

وہ بازار میں یوں پھرتا تھا مظلوم
کہ جیسے بیکس و ناچار و مسموم

نہ تھا کچھ مال دنیا پاس اسکے
بس اک لعل ہی تھا پاس اسکے

قضارا ملگیا اک اسکو شاعر
کیا اس نے یہ مطلب اپنا ظاہر

کہ اے غاصب مری خواہش یہی تھی
کہ ملک مصر کی جانب ہوں راہی

تجھے آکر سناؤں چند اشعار
کہ تیری مدح کا واجب ہے اظہار

مگر ہے یہ خدا کے شکر کی بات
اسی جا ہوگئی تجھ سے ملاقات

اجازت اب اگر حاصل ہو تیری
کروں پوری تمنا جو ہے میری

کہا غاصب نے یہ غمگین ہوکر
کہ حالت ہے نہایت میری ابتر

چھپے تجھ سے نہیں حالات میرے
سنوں میں کس طرح اشعار تیرے

کہا اس نے ترا دل کیوں حزیں ہے
صلہ کی کچھ طمع مجھکو نہیں ہے

رعایا پر کیا ہے تو نے احسان
خدا مشکل کرے گا تیری آساں

غرض شاعر نے جب حکم اسکا پایا
قصیدہ سب اسے پڑھکر سنایا

کہے تھے شعر اس نے خوب موزوں
یہ مشہور اس کا ہے پاکیزہ مضموں

کہ ہے شاداب تجھسے مصر ایسا
کہ رود نیل کا ہے فیض جیسا

قصیدہ کا ہوا جس وقت اتمام
تو غاصب نے دیا وہ لعل انعام

کیا شاعر نے لینے سے جو انکار
قسم دیکر کیا غاصب نے ناچار

روانہ جب ہوا وہ لعل لے کر
تو پہونچا جوہری کی وہ دکاں پر

کہا اس نے یہ قیمت میں گراں ہے
کسی میں اسقدر طاقت کہاں ہے

نہیں دے سکتا کوئی قیمت اسکی
خلیفہ کے سوا قدرت ہے کس کی

خلیفہ تک خبر پہونچی بہ تحقیق — بلا کر اس نے کی شاعر سے تصدیق
حضوری میں ہوا غاصب کا طالب — وہ جب آیا تو سب پوچھے مطالب
بہت کی شاہ نے توقیر اسکی — ہوا نادم ستمگاری پر اپنی
کہا اس سے جو ہے مقصود تیرا — بجا لانا ہے اس کا فرض میرا
تو کی یہ عرض غاصب نے کہ حضرت — زمیں تھوڑی سی مجھکو ہو عنایت
کہ کاٹوں زندگی کے دن جہانمیں — معیشت سے رہوں فارغ وہاں میں
گزارش ہو گئی مقبول اسکی — خلیفہ نے اسے جاگیر بخشی
رہا باقی نہ غاصب تو جہاں میں — رہی وہ جا پر اس کے خاندان میں

چوتھا باب حقوق رعایا میں

رعایا سلطنت میں جسقدر رہے — کوئی محتاج کوئی اہل زر ہے
کوئی تو ہے مسلماں کوئی کافر — کوئی پرہیزگار اور کوئی فاجر
گنے جاؤ یونہیں جا ہو جہانتک — حقوق ان سب کے ہیں سلطانپہ بیشک

حق اول انکسار کرنا

جو چاہے تو کہ ہو مقبول باری — تواضع چاہیئے اور خاکساری
شریعت میں ہوئی ہے یہ ہدایت — ہے لازم اہل ایماں کی رعایت
حکومت میں لحاظ انکا ہے لازم — غرور رائی سے کرے ہرگز نہ حاکم
خدا ہی کے لئے ہے کبر زیبا — رکھے جو کبر دشمن ہے خدا کا
رسول پاک نے فرما دیا ہے — کہ مجھکو حکم یہ اللہ کا ہے
کرو تم اپنی امت کو ہدایت — کہ چھوڑیں خاکساری کی نہ عادت

کہ جو ذرہ برابر ہو گا مغرور
رہے گا گلشن فردوس سے دور

رکھیں حکام اس ارشاد کو یاد
نہایت ہے یہ عبرت خیز ارشاد

حکایت سلیمان علیہ السلام کی

سلیماں چھوڑ کر تخت شہانہ
ہوا کرتے تھے مسجد کو روانہ

یہی تھا آپکا مقصود اصلی
کہ آجائے نظر درویش کوئی

کوئی مسکیں وہاں گر دیکھ پاتے
تو اس کے پاس جا کر بیٹھ جاتے

یہ فرماتے تھے پھر وہ سید الناس
کہ مسکین آیا ہے مسکین کے پاس

دعائیں مصطفےٰ نے بارہا کیں
کہ یارب میں ہوں تیرا عبد مسکیں

ہو مسکینوں میں یارب حشر میرا
ہو مسکینوں کا جینا اور مرنا

دوسرا حق حاسدوں کی بات پر عمل نہ کرنا

یہ حاکم کو نہیں ہرگز سزاوار
کہ سن لے ہر کسی کا قول و گفتار

کہ جس سے غیر کے حق میں ضرر ہو
پشیمانی سے نا ممکن مفر ہو

خصوصاً جسقدر ہیں اہل اغراض
کہ جن پر فسق کے غالب ہیں امراض

حسد جنکی طبیعت کو ہے مرغوب
ہنر جنکی نگاہوں میں ہے معیوب

طمع اک اینٹ کی انکو اگر ہو
تو ڈھا دیں ساری مسجد کو وہ بدخو

سنے حاکم نہ کچھ گفتار اُن کی
نہ مانے بات ہی زنہار اُن کی

حکایت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سخن چینی کی ممانعت کرنا

علی پاک کے آگے عزیزو — بُرا کہنے لگا کوئی کسیکو
کیا ارشاد یوں حضرت علی نے — کہ سُن کہتا ہوں میں اک بات تجھسے
اگر تو سچ خبر دیتا ہے مجھ کو — بُرا سمجھوں گا بدگوئی سے تجھکو
اگر ہے جھوٹ تو دونگا سزا بھی — مناسب ہے کہ توبہ کر تو جلدی
کہا اُس نے امیر المومنیں سے — کہ میں کرتا ہوں توبہ بخشدیجے
معاف اس کو کیا شیر خدا نے — وہی سلطاں ہے جو یہ رمز جانے

محمد بن کعب قرضی کی تقریر

محمد ابن کعب اک واقف کار — یہ کہتے ہیں۔ رہے حاکم خبردار
بری ہیں اسکے حق میں خصلتیں دو — کہ واجب اُن سے ہے پرہیز اسکو
کرے باتیں بہت بیجا خرافات — سنے بیکار یا ہر شخص کی بات
رموز ملک اس سے ہونگے افشا — اور اس سے سخت کھا جائیگا دھوکا

تیسرا حق مومنین کی خطا بخشی میں

کسی مومن سے گر ایسی خطا ہو — تعلق دین سے ہو کچھ نہ جس کو
غضبناک اُسپہ ہو جانا ہے بیجا — معاف اسکی خطا کرنا ہے زیبا
کہ جبدن شور محشر ہوگا قایم — خدا حاکم کے بخشے گا جرایم

حکایت حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کی

گنہ جب حضرت یوسف نے بخشا — جو اُن کے بھائیوں سے ہو گیا تھا

تو اُن پر یہ فلک سے وحی آئی — ادا لطف و کرم کی ہمکو بھائی
کیا ہم نے بھی تمپر لطف و انعام — رہیگا اب تمھارا حشر تک نام

چوتھا حق اعلیٰ و ادنیٰ میں مساوات رکھنا

کوئی ادنیٰ ہو یا اعلیٰ ہو انساں — نہیں حاکم کو یہ زنہار شایاں
کہ فیضانِ عدالت ایک پر ہو — اور اک جانب رعایت کا اثر ہو
کمی بیشی نہ ہرگز ہو کسی آن — نشست اور گفتگو تک میں رہے دھیان
ذرا نخوت نہ دلمیں آنے پائے — نہ بے انصاف کوئی جانے پائے
یہ اکثر دادخواہونکی ہے حالت — کہ پاکر حاکموں میں کبر و نخوت
وہ رُک جاتے ہیں عرضِ مدعا سے — تو لازم ہے ڈرے حاکم خدا سے
کرینگے جب نہ وہ مطلب کا اظہار — تو حق انکا نہ حاصل ہوگا زنہار
رگِ گردن پہ اس حاکم کی ہوگا — یہ سارا مظلمہ اتلاف حق کا
خدا ہے جو شہنشاہی کے شایاں — ہے اسکا ہر کس و ناکس پہ احساں
جو ہو ظلِ خدا روئے زمیں پر — رہے احسان کرنے کا وہ خوگر
خدا کے ساتھ اسکو اقتدا ہو — خدائی پر نہ کچھ ظاہر ریا ہو
ریا کی وجہ سے جو کام ہوگا — بہت اس کا بُرا انجام ہوگا

حکایت خلیفہ منصور و قاضی محمد بن عمران طلحی

نیر اک شخص کرتا ہے یہ مذکور — مدینہ میں ہوا وارد جو منصور
خلیفہ پر شتربانوں نے اُسجا — کیا دار القضا میں آکے دعوےٰ
محمد اس زمانے میں تھے قاضی — لقب جن کا بنِ عمرانِ طلحی

ق

مرے عہدہ میں تھا امر کتابت — یہ بھی دار القضا کی مجھکو خدمت
ہوا مجھ سے یہ تب ارشاد قاضی — خلیفہ کی طرف فرماں ہو جاری
کہ اک دعوے ہوا ہے تجھپہ دائر — ابھی دار القضا میں ہو تو حاضر
کتابت پر نہیں ہوتا تھا راضی — ہوا اسبات پہ آزردہ قاضی
غرض میں نے لکھا فرمان احضار — اور اس فرمان پہ کی مہر سرکار
قسم دے کر کہا قاضی نے مجھ سے — کہ اپنے ہاتھ سے تو جاکے دیدے
ہوا مجبور میں اور لے لیا خط — درِ دولت پہ وہ پہونچا دیا خط
وہ خط حاجب نے لیجا کر دکھایا — کہا لوگوں سے پھر باہر جو آیا
کہ ظل اللہ نے فرما دیا ہے — کہ قاضی نے طلب مجھکو کیا ہے
رہے کوئی نہ میرے ساتھ حاجب — اکیلے ہی مجھے جانا ہے واجب
خلیفہ پاس قاضی کے جو آیا — نہ کی جنبش نہ اس نے سر اٹھایا
اسی جا احتبا چادر سے کرکے — یونہیں بیٹھا رہا بیٹھا تھا جیسے
شتربانوں کو پیشی میں بلایا — سماعت میں بیاں ہر اک کا لایا
کیا پھر فیصلہ ان کے موافق — کہ تھے وہ سب کے سب دعوے میں صادق
لکھا حکم اور انھیں دلوادیا حق — رعایت کی خلیفہ کی نہ مطلق
الٰہی اب کہاں ہے وہ زمانہ — ہوا سب منقلب وہ کارخانہ
وہی انصاف سے اب بہرہ ور ہے — کہ جس کو کچھ میسر مال و زر ہے
امیروں کا ہے دل انصاف سے شاد — غریبوں کی مگر مٹی ہے برباد

پانچواں حق رعایت کے آداب میں

ہوا کرتے ہیں عالم میں بد و نیک — نہیں لازم کہ ہو سب سے سلوک ایک
ہو جیسی وضع ہر اک آدمی کی — رہیں اس سے وہی آداب مرعی

نہ عامی کا بڑھائے حد سے رتبا	بھلا لطف و کرم اوباش سے کیا
جو ہو غول بیابانی کی مانند	تو ہو اسکی رعایت کا نہ پابند

حکایت حضرت داؤد علیہ السلام

خدا سے عرض یہ داؤد نے کی	عمل وہ کونسا ہے یا الٰہی
کہ ہو جس پر تری مخلوق مائل	خزانہ تیری رحمت کا ہو حاصل
کہا حق نے جو عزت چاہیے ہے	رعایا کی رعایت چاہیے ہے
کہ جتنی عقل و ہمت ہو کسی کی	مناسب اسکی خاطر بھی ہے اتنی
رعایت ساتھ حق کے بھی ہے خوب	کہ تو مخلوق و خالق کا ہو محبوب

چھٹا حق رعایا کے ساتھ محبت رکھنے میں

اسی فرمانروا کا نیک ہے حال	رعایا کو جو سمجھے مثل اطفال
محبت جسطرح اولاد کی ہو	یونہیں فوق رعایا پروری ہو
کوئی گر ان کو پہونچے رنج و کلفت	نہ دے یہ ہاتھ سے تیار الفت
کبھی ان سے نہ رکھے دلمیں نفرت	انہیں کی ذات سے ہے ملک و دولت

حکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مدینہ کے لڑکوں کی

سنو اک دن عمر لیٹے ہوئے تھے	غریبوں کے وہاں تھے جمع لڑکے
شکم پر آپ کے بیٹھا تھا کوئی	کوئی تھا بے تکلف محو بازی
کہ اسدم اتفاقاً ایک عامل	ہوا حضرت عمر کے پاس داخل

کہا یہ آپ سے اس نے کہ حضرت
ہوا ارشاد تو رکھتا نہیں کیا
کہا دربار ریں آتا ہوں میں جب
دلوں میں بیٹھ جاتا ہے مرا ڈر
فقیروں کے بھلا لڑکے ہیں کیا چیز
کہا حضرت عمر نے سن کے یہ حال
نہیں مرغوب ہمکو وضع تیری
نہیں رہ سکتا عامل جو ہو مغرور
کہ پیغمبرؐ کی امت پر ہو شفقت
ریاست سے نہ ہیبت سے غرض ہے

نہیں یہ طور شایان خلافت
رعایا سے سلوک اس شخص ایسا
تو ہو جاتے ہیں ساکت حاضریں سب
کہ ہو جاتے ہیں سرکش بھی نگوں سر
جو کھیلیں ہیٹ پر میرے وہ ناچیز
ہوا خدمت سے اب تو فارغ البال
ہوا معزول تو خدمت سے اپنی
کہ ہے ہمکو یہی ہر وقت منظور
نہ چھوٹے ہاتھ سے طرز مروت
نہ کچھ اظہار شوکت سے غرض ہے

ساتواں حق غلط گوئی کی ممانعت میں

وفا کرنا ہے لازم اپنا اقرار
وفائے عہد بھی ہے قرض کیطرح
منافق کے نشاں ہیں تین سمجھو
جو بولے ہو غلط سب اسکی گفتار
امانت میں کرے ظالم خیانت

تخلف کا نہ حاکم ہو روادار
حدیثوں سے ہوا ظاہر اسیطرح
وہ صایم یا مصلی ہی نکیوں ہو
کرے وعدہ تو پورا ہو نہ زنہار
نہ ہو اس میں ذرا بوئے دیانت

سیرت ذوالقرنین

تھے ذوالقرنین سچ کہتے ہمیشا
جب ان کے پاس آجاتا کبھی مال

تخلف اُنسے وعدیکا نہ ہوتا
ضرورت پر لگا دیتے تھے فی الحال

نہ رکھے دوسرے دن کیلئے وہ — انھیں اسباب سے سلطاں بنے وہ

چلے حاکم اگر ان خصلتوں پر — تو لوگ اس کے رہیں تابع نہ کیونکر

غلط گفتار کی عادت ہو جس کو — تو ہے بے شرم اور بد خلق بدگو

حکایت نعمان بن عدی اور اس کی بی بی کی

عمر کے عہد میں اک شخص نعماں — ہوا فرمانروائے شہر میساں

لگا کہنے وہ تب بی بی سے اپنی — کہ میرے ساتھ چل میساں میں تو بھی

کیا جانے سے اس عورت نے انکار — گیا نعماں اکیلا آپ ناچار

پہونچکر ایک خط بی بی کو لکھا — کہ ہے راحت یہاں یاں غذا تیرا

یہاں حاصل ہے لطف زندگانی — طعام گرم ہے اور سرد پانی

پیالے ہیں بلوریں بزم میں یاں — ہمیشہ گاؤں کے حاضر ہیں دہقاں

زنان نازنیں رہتی ہیں دمساز — وہ انداز و ادا و ساز و آواز

لکھے اشعار بھی اس خط میں اس نے — مضامیں جنکے سب ترغیب کے تھے

جو پہونچا حال یہ حضرت عمر تک — کیا معزول نعماں کو یکایک

پلٹ کر وہ مدینہ میں جو آیا — تو یہ اپنی زباں پر عذر لایا

کہ میں نے جو کیا تھا خط میں اظہار — ہوا تھا مرتکب اس کا نہ زنہار

خیال شاعرانہ ہے وہ مضموں — خیال اسپر نہ فرمائیں دگرگوں

عمر کی کسقدر محتاط تھی ذات — کہا اس سے کہ ہوگی ٹھیک یہ بات

مگر اسکی ضرورت کیا ہے تجھکو — ہمیشہ کے لئے عامل رہے جو

ایک فاسق کی حکایت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نصیحت

کہا اک آدمی نے یا محمد — کہ مجھ میں یہ خصائل چار ہیں بد

کہ ہوں زانی و فاسق اور شرابی — ہمیشہ جھوٹ کہنے کا ہو عادی
یہ باتیں سب نہیں چھٹنے کی لیکن — فقط اک فعل کا ہے ترک ممکن
سو وہ بھی آپ کی خاطر سے ہوگا — نہ خوف حاکم جابر سے ہوگا
ہوا اس شخص سے ارشاد والا — کہ اب سے جھوٹ کہنے تو باز آ
کیا عہد اس نے حضرت سے کہ اچھا — نہ اب سے جھوٹ بولونگا میں حاشا
کیا گھر آکے لیکن یہ ارادہ — زنا کا مرتکب ہو پی کے بادہ
ہوا ساتھ اسکے ہی یہ خوف پیدا — کہ حضرت مجھ سے پوچھیں تو کہوں کیا
کروں گا ان جرائم کا گر اقرار — سزائے حد کا ٹھیرونگا سزاوار
گر ان افعال سے ہو جاؤں منکر — تو ہوگا جھوٹ بیشک مجھ سے صادر
نہ بولونگا میں ہرگز جھوٹ اب تو — نہ بھولونگا میں ارشاد نبی کو
ہوا چوری پہ آمادہ وہ یکشب — خیال اسکو بھی یہ مانع ہوا تب
غرض اک جھوٹ کو کیا اس نے چھوڑا — کہ سب افعال بد سے منہہ کو موڑا

آٹھواں حق ملایمت اختیار کرنیمیں

بنایا ہے خدا نے تجھکو حاکم — نہیں سختی سے لینا کام لازم
نگہ درکار ہے ہر وقت سیدھی — سخن میں چاہئے ہے رفق و نرمی
اگر مظلوم دادیلا پکارے — شکن ماتھے پہ حاکم کے نہ آوے
ہے جس حاکم پہ صادق یہ عبارت — ہے اس کے حق میں جنت کی بشارت

حکایت خلیفہ عمر بن عبد العزیز اور ایک اعرابی کی

عمر تھے محکمہ میں رونق افزا — ہوا پیش ایک اعرابی کا جھگڑا

بیاں اس نے کیا احوال اپنا — مچایا ساتھ اس کے شور و غوغا
بہت سلطان سے تقریر کی سخت — زباں بھی سخت تھی الفاظ بھی سخت
وہ عرض مدعا میں بے خطر تھا — نہ کچھ تہذیب کا اس میں اثر تھا
نقیب شاہ نے بڑھ کر کہا یوں — کہ بلوہ کر رہا ہے اسقدر کیوں
دماغِ شاہ ہوتا ہے پریشاں — نہ برہم ہوں کہیں سلطان ذیشاں
خلیفہ نے کہا خاموش خاموش — نہ ہو ناحق خفا اے مردِ حق گوش
کہ اس نے جسقدر کی مجھ سے تقریر — نہیں ہوں اس سے میں نہار و دلگیر
نہیں غوغا سے اسکے میں پریشاں — مگر تو نے کیا مجھ کو پریشاں

نواں حق رعایا کو خوشنود رکھنے کے بیان میں

رہے اس بات پر سلطان مائل — کہ اس کے عدل کا عالم ہو قائل
کسی کا اس سے کچھ بگڑے اگر کام — تو اپنے نفس کو دے آپ الزام
رہیں اس طرح سلطان اور رعایا — کہ یہ ہوں خیر خواہ اسکے وہ ان کا
رعایا سے ملے اس کو وہ قوت — کہ جس سے ہو زیادہ مال و دولت
کرے ساتھ ان کے یہ رفتار ایسی — کہ ان کا چاہتا ہو جس طرح جی
اگر سلطان کے ایسے ہوں کردار — مصیبت میں رعایا اسکی ہو یار
دل و جاں سے کریں سب اسکی تعظیم — رہے آباد اور سرسبز اقلیم
مخالف اس سے گر لڑنے کو آئے — ہزیمت کے سوا کچھ بھی نہ پائے
اگر لشکر میں بھی اس کے کمی ہو — صفِ اعدا کو جب بھی برہمی ہو
بڑا لشکر رعایا کی خوشی ہے — دگر نہ چیز کیا لشکر کشی ہے

حکایت ایک حاکم ظالم کی اور اس کی سلطنت کی بربادی

عجم کے ملک میں تھا ایک حاکم ‏ جفا جو سخت دل بے رحم ظالم
تلف کرتا تھا وہ مال رعیت ‏ نہایت تنگ تھا حال رعیت
لیا چین اس کے کشور سے نکلکر ‏ ہوی غربت زدہ گھر سے نکلکر
ہوئیں سب بستیاں ویران برباد ‏ محاصل گھٹ گئے دشمن ہوے شاد
خزانوں میں نہ باقی سیم و زر تھا ‏ نہ لشکر میں رہا وہ کر و فر تھا
مصاحب اس کے اکدن اسکے آگے ‏ کتاب شاہ نامہ پڑھ رہے تھے
یہ بیٹھا سن رہا تھا ہو کے بے فکر ‏ زوال دولت ضحاک کا ذکر
تھے جس کی ذات میں موجود دس عیب ‏ جو تاریخوں سے ظاہر ہے بلا ریب
کہ تھا وہ پست قامت اور ستمگار ‏ تھا سختی اور درشتی کا روادار
حیا رکھتا نہ تھا کھاتا بہت تھا ‏ نہایت بدزباں تھا اور جھوٹا
طبیعت میں تھی بیجا اسکے عجلت ‏ بڑا نامرد اور احمق نہایت
فریدوں کا بھی ذکر آیا اسی جا ‏ تو سنکر صدر اعظم نے یہ پوچھا
کہ ہے کچھ قبلۂ عالم کو معلوم ‏ فریدوں ملک و دولت سے تھا محروم
تو اس نے سلطنت کسطرح پائی ‏ یہ دولت اسکے گھر کسطرح آئی
جواب اسکو دیا فرمانروا نے ‏ کہ دی تائید اسے خلق خدا نے
وزیر شاہ نے کی پھر یہ تقریر ‏ سراسر جس میں ہے عبرت کی تصویر
کہ ہے جب باعث تحصیل شاہی ‏ رعایا کی کمک اور خیر خواہی
تو پھر کس واسطے اے شاہ والا ‏ رعایا کو ہے تو نے پیس ڈالا
ہوی تجھکو نہ کیوں وہ بات منظور ‏ کہ ہو فوج اور رعیت جس سے مسرور
کریم الطبع جو ہوتا ہے سلطان ‏ تو رہتی ہے رعایا اسکی شاداں
سلاطیں کو ہے لازم چشم رحمت ‏ رعایا کی ہو جس سے دور زحمت
نہیں ہیں تجھ میں یہ اوصاف زنہار ‏ حکومت کے نہیں لائق ستمگار
نہ گرگوں سے ہو چوپایونکی خدمت ‏ جو ظالم ہے کرے گا کیا حکومت

رعایا پر کرے سلطاں جو بیداد — نہ کیونکر ملک سب ہو جائے برباد
نہ ہرگز اس نصیحت پر کیا غور — مزاج شاہ برہم ہو گیا اور
ہوا یہ ظلم ناحق کا بہانہ — کیا زنداں میں ناصح کو روانہ
ابھی تھوڑے ہی دن گذرے تھے ایسے — کہ لڑنے کو اٹھے اسکے برادر
کیا اس ملک کا سلطاں سے دعوے — کہ ان کے باپ کا تھا ملک سارا
رعایا تو سبھی ناخوش تھی اس سے — گئے خوش حال ہو کر پاس ان کے
حمایت میں کی ان کی کد یہاں تک — کہ آیا ملک قبضے میں یکایک

دسواں حق متخاصمین کے رضامند کر دینے میں

اگر ہو دو فریقوں میں خصومت — تو ہے یہ بات شایان حکومت
کہ حاکم ڈالدے ان میں محبت — بدل جائے محبت سے عداوت
نہیں لازم کہ دیر اس میں لگائے — حسد پیدا دلوں میں ہو نہ جائے
ذرا بھی کی اگر حاکم نے تاخیر — کرے گی کینہ خواہی دل میں جاگیر
فسادونکی بھڑک اٹھے گی آتش — مزاج ملک ہو جائے گا ناخوش
بڑھے گی برہمی و رنج و کاہش — کریں گے قتل و خونریزی کی خواہش
نماز و روزہ ہو یا حج اکبر — عمل اصلاح کا ہے سب سے بہتر

حکایت حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لکھا تاریخ میں ہے حال اتنا — کیا جب شام کے حاکم نے فتنا
نبی کے لخت دل شاہ زمن نے — امام المتقین حضرت حسن نے
خلافت کی بھی پروا کچھ نہیں کی — کہ فکر اصلاح ذات البین کی تھی

سمجھتے ہیں ولی دنیا کو مردار — خلافت سے ہوئے بس دست بردار
وہ سمجھے گر نہ چھوڑونگا خلافت — تلف ہو جائیگی نانا کی امت
خدا کو بھی بہت بھائے یہ انداز — جوانانِ جناں میں ہیں وہ ممتاز

گیارھواں حق بداعمالی کے انسداد میں

عدالت میں یہی ہے امر زیبا — جرائم کا ہو استکشاف اتنا
کہ بڑھ جائے ضرورت سے نہ زنہار — نہ رکھے عیب جوئی سے سروکار
تجسس ہو ولیکن اسقدر ہو — نہ ناحق غیر کا جس سے ضرر ہو
تحمل سے ہے لینا کام اچھا — کہ عجلت کا نہیں انجام اچھا
جو ہو اخلاص سے پورا ہر اک کام — تو نیک آغاز ہے اور نیک انجام
رعایا کے جو ہوں افعال و کردار — رہے حاکم مدام ان سے خبردار
اگر ظاہر کسی کا فعل بد ہو — اسی کے دفع میں بس جد و کد ہو
نہیں اغماض لازم اس خطا سے — کہ لازم ہے ڈرے حاکم خدا سے
کریں ثابت جو خود اسکی خطا کو — نہیں شایاں کہ وہ چیں بر جبیں ہو
نہ اس کے مان لینے میں کرے عار — حکومت پر نہ ہو مغرور زنہار
خطا پر اپنی لازم ہے کہ شرمائے — طریقِ خیر خواہی سے نہ باز آئے
کہ ہو جس کا اثر غالب دلوں پر — خدا خوشنود ہو راضی پیمبر

حکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ اور ایک شخص فاسق کی

عمر راتوں کو اکثر گشت کرتے — محلوں میں مدینہ کے اکیلے
کہ فسق و جور تو ہوتا نہیں ہے — کوئی فاقہ سے تو سوتا نہیں ہے

کسی گھر کیطرف گزرے جو اک شب — سنی آواز کچھ گانے کی بیڈھب
تو فوراً چڑھ گئے دیوار پر آپ — اور اُس کو پھاندکر آئے اُتر آپ
یہ دیکھا آپ نے طرفہ تماشا — کہ ہے بیٹھا ہوا اک مرد رعنا
شراب لالہ گوں آگے دھری ہے — بغل میں ایک عورت اجنبی ہے
ہوے برہم جو یہ حالات دیکھے — لگے فرمانے بڑھکر آپ اُس سے
کہ تو سمجھا تھا شاید حق تعالےٰ — نہ ان افعال پر رسوا کرے گا
نہ آخر چھپ سکے یہ تیرے افعال — زنا اور بادہ خواری کا کھلا حال
کہا اس نے نہ غصہ کیجئے آپ — مری اک بات بھی سن لیجئے آپ
ہوا مجھ سے اگر اک جرم صادر — جرائم آپکے ہیں تین ظاہر
عمر نے سنکے یہ دی اسکو رخصت — کہ کردے ان جرائم کی صراحت
کہا سنئے خدا کا ہے یہ فرمان — کہ جاسوسی کرے ہرگز نہ انساں
نہ تھا لازم کہ یوں آپ آکے جھانکیں — نہیں ہے محتسب کا کام گھر میں
سنو ہے دوسرا خالق کا ارشاد — میں قرآں پڑھ چکا ہوں ہے مجھے یاد
کہ دروازوں سے ہوں داخل گھروں میں — نہیں لازم کہ یوں دیوار پھاندیں
سنو یہ تیسرا ہے حکم قرآں — کہ جس سے خوب واقف ہے ہر انساں
کہ ہرگز غیر کے گھر میں نہ جائیں — اجازت جبتلک اسکی نہ پائیں
تم آئے اور نہ لی مجھسے اجازت — نہ یوں آنا تھا لازم بے اجازت
عمر شرما کے بولے سچ ہے یہ بات — خدا کے حکم سے ہے جس کا اثبات
مگر تجھ کو نہیں ہے کیا یہ منظور — کہ توبہ کر لے تو ہو جائے ماجد
یہ سن کر توبہ کر لی اس نے فی الفور — ہدایت کرکے یہ پلٹے بہر طور
ملا توبہ سے اس کو اجر وافی — ہوئی مافات کی جس سے تلافی

بارھواں حق مساکین کو اغنیا سے بڑھ کر سمجھنا

مساکین رعایا کا ہو دمساز
ہمیشہ ان سے تو پیش آ با اعزاز

غنی رہتے ہیں جو دنیا کے عاشق
فقیروں پر نہیں زنہار فائق

نہیں رکھتے ہیں جو دنیا کی پروا
ہے نسبت ان سے دنیا دار کو کیا

حکومت پائے گر دنیا میں کوئی
کرے ہر اہلِ دنیا سے نکوئی

رہے مرجع گروہِ اغنیا کا
تو دل تاریک ہو جاتا ہے سارا

یہی حالت رہے گر اسکے دل کی
تو کیوں کر عاقبت میں ہوگا ناجی

وہ کھو بیٹھے گا اپنا دین ایماں
نہ پائے گا بجز تشویش و حرماں

جو حاکم خاکسار و نیک ہو سرور
تو اس کا زنگِ دل ہوتا رہے دور

دل انکے فیض صحبت سے ہو یوں پاک
جلا دے آئینہ کو جس طرح خاک

حدیثِ پاک میں وارد ہے یارو
کہ ہرگز پاس مردوں کے نہ بیٹھو

کسی نے عرض کی ہیں کون مردے
تو فرمایا توانگر مصطفےٰ نے

حکایت حضرت عمرؓ اور حمص کے حاکم کی

روایت ہے عمر خوف خدا سے
قلمرو میں سدا تھے گشت کرتے

تفحص انکو رہتا تھا یہ کامل
کہ میرے ملک کے کیسے ہیں عامل

پہونچکر حمص میں اک روز پوچھا
جو یاں حاکم ہے اسکا حال ہے کیا

کہا لوگوں نے اچھا آدمی ہے
مگر ساتھ اسکے اتنی بات بھی ہے

کہ گھر دو منزلہ اونچا بنا کر
لگایا اس نے زینہ آسماں پر

کیا یہ حال سنکر حکم صادر
کہ وہ جلدی مدینہ میں ہو حاضر

ہوا قاصد کو پھر ارشاد والا
کہ دروازہ جلا دے اس مکاں کا

وہ قاصد حمص میں جس وقت پہونچا
لگا خود لکڑیاں کرنے مہیا

کہ دروازہ جلا دے گھر کا اس کے
کہا لوگوں نے یوں عامل سے جا کے

وہ آیا پاس قاصد کے بعجلت ۔ پڑھا خط اور رہا لوگوں سے رخصت
مدینے کو چلا ترسان و لرزان ۔ تھی رنگت زرد اور حالت پریشان
غرض کرتا ہوا طے مراحل ۔ مدینہ میں ہوا وہ شخص داخل
گیا حضرت عمر کے پاس جبدم ۔ ہوا اس کے لئے یہ حکم مبرم
کہ قایم تین دن تک دھوپ میں ہو ۔ مزا دوزخ کا تا آجائے اس کو
ہوا بعد اسکے صادر حکم ثانی ۔ کہ اونٹوں کو پلائے بھر کے پانی
تھکا جب وہ تو چھوڑا اور یہ پوچھا ۔ بتا تا جا کہ گذرا وقت کتنا
وہ بولا کب سر و تن کی خبر تھی ۔ مجھے اک اک گھڑی اک اک پہر تھی
کہا ہم چاہتے ہیں مطلع ہوں ۔ بنایا تو نے یہ اونچا مکاں کیوں
ملی جو چند روزہ حکمرانی ۔ طبیعت ہو گئی کیا آسمانی
یہی بے شبہہ تھا مقصود تیرا ۔ کہ رفعت اپنی ہو سب پہ ہویدا
یتیموں اور فقیروں سے ہو ممتاز ۔ ضعیفوں اور غریبوں پر سرافراز
نہ کرنا پھر عمل ایسا تو زنہار ۔ کہے دیتا ہوں اب رہنا خبردار
نصیحت کا لگا کرتا تازیانہ ۔ حکومت پر گیا اسکو روانہ
صحابہ دین کے بیشک تھے سردار ۔ تفاخر سے مگر رہتے تھے بیزار
نہ تھے اسباب دنیا کے وہ طالب ۔ تھی ان پر دین کی اک حرص غالب
کئے ہیں بے تکلف رہ کے وہ کام ۔ چلا آتا ہے جن سے آجتک نام
ہزاروں اب تکلف کے ہیں عادی ۔ کہ جس نے دین کی رونق مٹادی
جو حاجتمند آئے پاس ان کے ۔ تو دیکھیں انکی صورت کو غضب سے
ملاقات انکی کرنے گر غنی آئیں ۔ تو کوسوں ان کے استقبال کو جائیں

تیرھواں حق مساکین کی خبر لینا

نہ محتاجوں کی حالت سے ہو غافل ۔ رکھو انکی فکر تا ہو اجر حاصل

جو ہوں وہ لوگ فاقوں میں گرفتار ۔ تو اپنی آنکھ میں انکو نہ رکھ خوار
کریگا بار فاقہ ان سے گر دور ۔ تو عنداللہ ہو جائے گا ماجور
قیامت کا رکھ اندیشہ ہر اک آں ۔ جہاں ہو گا نہ مال و ملک فرماں
وہ اپنی بیکسی کا حال کر یاد ۔ وہاں کچھ کارگر ہو گی نہ فریاد
وہاں شاہوں کی حالت ہو گی ایسی ۔ غریبوں کی ہے صورت آج جیسی
کوئی آج اپنا حق گر تجھسے مانگے ۔ غنیمت جان اور اسکی خبر لے
پیام موت آجانے سے پہلے ۔ جو کچھ کہنا ہو اسکے حق میں کہہ لے

حکایت عرصہ قیامت

بلا کر روبرو بندہ کو اپنے ۔ خدا محشر میں پوچھے گا یہ اس سے
کہ میں نے تجھ سے اک مانگی تھی روٹی ۔ طلب تجھ سے کیا تھا پارچہ بھی
مگر تو نے کیا مجھپر نہ ایثار ۔ کہے گا اس گھڑی وہ مرد ناچار
کہ حاجت سے ہے یارب پاک تو تو ۔ بھلا کس طرح دیسکتا ہیں تجھ کو
میں اس کے رحم پر قربان جاؤں ۔ کہے گا اپنی حاجت میں بتاؤں
ترے ہمسایہ میں تھا ایک انساں ۔ برہنہ گرسنہ مفلس پریشاں
نہ کی تو نے توجہ اس پہ اصلا ۔ نہ تھا کچھ بھی ترے امکا نہیں کیا
قسم ہے اپنی عزت کی مجھے بھی ۔ رکھوں گا دور رحمت سے تجھے بھی

حکایت حضرت عمر اور ایک فاقہ کش عورت کی

امیر المومنین حضرت عمر تھے ۔ کسی موضع میں اک دن گشت کرتے
بلائے قحط تھی لوگوں پہ نازل ۔ کہ جس کی فکر تھی حضرت کو کامل

رعایا کی خبر گیری تھی مقصود ہوئے ایسی جگہہ پر جا کے موجود
جہاں بیٹھی تھی اک عورت ضعیفہ چڑھی تھی سامنے چولہے پہ ہنڈیا
بہت بیتاب تھے اطفال اس کے کہ مارے بھوک کے سب رو رہے تھے
خلیفہ نے یہ بڑھہ کر اس سے پوچھا کہ یہ اطفال کیوں روتے ہیں بتلا
کہا اس بے نوا نے آہ بھر کے کہ فاقہ سے ہیں بھوکے ہیں یہ لڑکے
یہ سنکر اس سے مستفسر ہوئے یوں کہ رکھی ہے یہ ہنڈیا آگ پر کیوں
کہا اس نے یہ اک حیلہ کیا ہے فقط پانی ہی ہنڈیا میں بھرا ہے
تہیدستی کے مارے مر رہی ہوں یہ ہیں نادان حیلے کر رہی ہوں
کہ ان بچوں کو ہو تسکین اس سے جو نیند آئی تو سو جائینگے بھوکے
سمجھتے ہیں کہ کھانا پک رہا ہے اسی سے انکو تسکین اک ذرا ہے
یہ سنکر آپ کے آنسو نکل آئے لگے رونے نہ تاب ضبط پھر لائے
چلے واں سے پریشاں حال حضرت اور آئے سوئے بیت المال حضرت
لیا گھی اور چربی اور آٹا رطب دینار و درہم اور کپڑا
یہ چیزیں باندہ کر اسلم سے بولے اٹھا کر سب یہ میرے سر پہ رکھدے
کہا اس نے کہ میں حاضر ہوں حضرت اٹھاؤنگا کہ میری ہے یہ خدمت
لگا اصرار پھر اسلم جو کرنے جواب اسکو دیا حضرت عمر نے
جو ہوگا حشر میں خالق مخاطب جواب اس کا مرے ذمہ ہے واجب
اٹھا کر رکھدیا اسلم نے تب بوجھ چلے حضرت عمر لیکر وہ سب بوجھ
پھر ان فاقہ کشوں کے گھر پر آ کے وہ خود ہی آگ سلگانے کو بیٹھے
جو چولھا پھونکتے تھے آپ جھک کر نکلتا تھا دھواں ڈاڑھی سے باہر
غرض حضرت نے خود کھانا پکایا اور اس عورت کے بچوں کو کھلایا
جہاں میں ہے جو حاکم اہل تدبیر رعایا کا وہ رہتا ہے خبر گیر
تجسس چاہیئے اتنا بہر حال کہ ہے محتاج کون اور کون خوشحال

بسر ہوتی ہے ان کی عمر کیونکر
غذا کس طرح آتی ہے میسر

رعایا کی اگر راحت ہے منظور
تو حاکم اپنی راحت سے رہے دور

تغافل سے حذر کرنا ہے لازم
خدا کے حکم سے ڈرنا ہے لازم

نہ جبتک آپ خود ایذا اٹھائے
رعایا کس طرح آرام پائے

رکھے راحت رسانی اپنا پیشہ
دل و جاں سے کرے کوشش ہمیشہ

نکالے جسطرح ہو کام اُن کا
طلب کرتا ہے آرام اُن کا

یہی شان رعایا پروری ہے
اسی میں دو جہاں کی بہتری ہے

حکایت حضرت عمرؓ اور ایک اعرابی کی

یہ ہے حالات میں حضرت عمر کے
بدل کر بھیس وہ اک رات نکلے

کسی جا ایک اعرابی کو دیکھا
کہ خیمے کے قریں بیٹھا ہے چپکا

ہوا منظور جا کر مطلع ہوں
کہ وہ صحرا سے آیا شہر میں کیوں

بنے نزدیک جا کر اسکے ہمراز
کہ خیمہ سے سنی رونیکی آواز

سبب پوچھا تو یہ بولا وہ ناچار
کہ عورت درد زہ میں ہے گرفتار

یہ سنکر آپ اٹھے اور گھر کو آئے
اور اک بی بی کو اپنے ساتھ لائے

ہوا جب اذن اعرابی سے حاصل
تو وہ بی بی ہوئیں خیمہ میں داخل

کہ جھیلی دیں اُسے جب درد اُٹھے
خبر لیں جا کے نیک و بد کی اسکے

وہ مخدومہ ہوئیں مشغول خدمت
کہ عورت کے لئے مونس ہے عورت

غرض تھوڑا سا جب گذرا زمانہ
پکاریں تب عمر کی اہل خانہ

کہ اعرابی کو مژدہ اے عمر دو
کہو حق نے دیا فرزند اسکو

ہوا معلوم اعرابی کو اسدم
کہ ہیں یہ حضرت فاروق اعظم

لگا وہ معذرت کرنے پیاپے
کہا حضرت عمر نے حرج کیا ہے

ہوے پھر اس سے یہ کہکر روانا
عمر کے پاس اعرابی جب آیا
نبی کی تھیں نواسی ام کلثوم
یہی خاتون جنت کی تھیں دختر
ذرا فاروق کا اخلاص دیکھو
اسی اخلاص کا سارا اثر تھا
نہ تھا لشکر نہ تھے ہتیار ایسے
وہ کیا اسباب تھے بتلائے کوئی
کہو وہ کونسی تھی بات حاصل
وہ تلواریں جو انکی تھیں شکستہ
خزانے اسقدر تھے جب نہ ماموٗ
کہو وہ کونسے ایسے تھے آئیں
وہ کیا احوال تھے کہئے تو اکبار
عدوں پر خود وہ کیوں ہوتے تھے راضی
شکم پر باندہ کر ہاتھوں سے پتھر
خیال انکو نہ کیوں آرام کا تھا
نہ کیوں قانون پیچیدہ تھے ایسے
عرب کی قوم تھی جو سخت جاہل
عداوت کس لئے تھی کفر و دیں میں
ہر اک گھر میں تھا کیوں سنت کا چرچا
موحد کس لئے ہر اک بشر تھا
کوئی گر رنج میں ہوتا گرفتار
اسی اللہ کی ہے اب بھی خلقت

کہ میرے پاس وقت صبح آنا
وظیفہ کر دیا لڑکے کا اجرا
شرف ان کا زمانہ کو ہے معلوم
یہ تھیں بی بی عمر کی نیک اختر
بنایا خادمہ کس طرح اُن کو
کہ ہر جا دین احمد جلوہ گر تھا
کہو کیوں فتح کے بجتے تھے ڈنکے
کہ تھی ہر دم ترقی دین حق کی
کہ فوجیں دین میں ہوتی تھیں داخل
نکالا کام کیونکر دست بستہ
تو کیوں تھے فتح سے احباب مسرور
کہ جس سے کانپ جاتے تھے سلاطیں
کہ مجرم جرم کا کرتے تھے اقرار
وہ کیوں مرمر کے ہوجاتے تھے ناجی
وہ کرتے دین کا تھے کام کیونکر
تردد کس لئے اسلام کا تھا
عدالت کے نہ تھے کیوں ایسے جھگڑے
ہوی اسلام پر کیونکر وہ مائل
جو بیٹا باپ کے رہتا کمیں میں
نہ کیوں بدعت کا تھا پیوند ایسا
طریق شرک سے کیوں دور تر تھا
تو کیوں بنتے تھے سب اسکے مددگار
نبی جو تھے انھیں کی ہے یہ امت

وہی احکام ملت کے ہیں جاری
طریقے ہیں وہی سنت کے جاری

اسی قرآن کا ہے بول بالا
اسی کا دین میں ہے سب اُجالا

مگر جس بات کی حاجت بڑی ہے
میں سچ کہتا ہوں وہ اخلاص ہی ہے

اگر اخلاص کا ہو گرم بازار
خزانہ پھر نہ کچھ لشکر ہے درکار

نرالا رنگ ہو جائے جہاں کا
خزانے کیسے اور لشکر کہاں کا

رہے مبذول یا تنگ فضل باری
کہ اک تن سارے لشکر پر ہو بھاری

چودھواں حق خبرداری سے امن کا قایم رکھنا

رعایا ہے وہی عالم میں خوشحال
جو ہو چوروں کے ڈر سے فارغ البال

حراست کو عسس گو ہو مقرر
خبر لیتا رہے حاکم بھی اکثر

نہ ایسے لوگ ہوں مامور زنہار
جو در پردہ وہ ہیں خود ہی دزد و بدکار

لگائیں سیند خود ہی خود چرائیں
دلائیں بے گناہوں کو سزائیں

جہاں کو دن دہاڑے خود ہی لوٹیں
پھنسیں بے جرم اہل جرم چھوٹیں

رہیں روپوش ہر مجمع میں اکثر
کہ کوئی دل جلا لپٹے نہ آکر

گلی کوچوں میں جب کرتے پھریں طوف
تو اسکے ساتھ ہی ہو جان کا خوف

کرے گا بازپرس اسکی خدا جب
رہیں گے بند حاکم کے وہاں لب

لقب مشہور ہو گا اس کا ظالم
رہے گا سرنگوں محشر میں حاکم

حکایت حضرت عمر اور ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو ذر سے عمر نے جب یہ پوچھا
مجھے اے مرد زاہد یہ تو بتلا

کہ مجھکو لوگ کہتے ہیں خلیفہ
ستایش ہے مری انکا وظیفہ

مرے حق میں تمہاری راے ہے کیا — جواب اس کا ابوذر سے یہ پایا
بیاباں میں اگر ضائع ہو بکری — خبر رکھو نہ تم جس واقعہ کی
خلیفہ تمکو ہے کہنا ہی بیجا — نہایت ہے یہ عبرت خیز قصا

پندرھواں حق دین حق کو رونق دینا

رعایا کے قلوب ایماں سے بھر دے — مساجد ہر جگہ تعمیر کر دے
موذن اور امام ان میں ہوں مامور — معیشت سے رکھے ہر اک کو مسرور
یقیں جانو کہ جو مسجد بنائے — عوض اس کے جناں میں قصر پائے
نہیں بلدوں میں مسجد کے سوا جا — کہ جس میں ہو رضائے حق تعالی
خدائے پاک جس جا سے ہو بیزار — یقیں جانو وہ شہروں کے ہیں بازار
اگر مسجد کی دوکانیں ہیں شامل — تو اس بازار پر رحمت ہو نازل
خیال اسبات کا لیکن ہے لازم — جو ہو بانی مسجد یا کہ حاکم
کرے مسجد میں دیندار انکو مامور — نہ ہوں ایسے کہ خدمت سے رہیں دور
معاش انکو جو ملتی ہے وہ کھا کر — نہ دیکھیں شکل بھی مسجد کی جا کر
طواف اسمیں کریں خفاش شب بھر — اذاں وقت سحر دے بوم آ کر
چراغ اسمیں جلائے شبکو جگنو — لٹکتے ہوں بیے کے جھونجھے ہر سو
نماز ظہر کو اٹھیں بگولے — وہ ہو یاں معتکف جو راہ بھولے
گھڑے موجود ہوں پانی مگر گم — غبار اڑتا رہے بہر تیمم
کرے آباد آکر شب کو رہزن — چراغ چشم غول اسمیں ہو روشن
موذن سیکڑوں میں جا گزیں ہو — کہیں بگڑی تو اس کا سر کہیں ہو
امام اکدن اگر بھولے سے آئے — نماز عصر مغرب کو پڑھائے
امور دیں میں ایسی دل لگی ہو — نہ حاکم کو خبر اسبات کی ہو

کہ وہ تحصیل دنیا میں تو ہو چست ۔ ہمیشہ امر دینی میں رہے سست
مگر لازم یہ ہے حکام دیندار ۔ نہ ان ابواب سے غافل ہوں زنہار
قلمرو میں جہانتک ہوں مسلماں ۔ رہے حاکم کی تاکید انپہ ہر آں
خدا کو پنجگانہ وہ کریں یاد ۔ نمازوں سے رکھیں مسجد کو آباد
اگر اس راہ پر کوئی نہ آئے ۔ سزائیں جو مقرر ہیں وہ پائے
مگر لازم ہے خود حاکم کو یہ بات ۔ نمازوں میں رہے پابند اوقات
رعایا جبکہ دیکھیگی یہ صورت ۔ نہ پھر تاکید کی ہوگی ضرورت

حکایت حضرت عمر اور سعد عامل کی

یہ حالت سعد کی ہے سب پہ واضح ۔ عرب کے اور مداین کے تھے فاتح
رہے کوفہ کے حاکم ایک مدت ۔ کئی سال آپنے واں کی حکومت
عمر کی بھی خلافت میں وہ نو سال ۔ رہے کوفہ میں بیفکر اور خوشحال
زمانہ منقلب رہتا ہے دایم ۔ ہوا الزام ان پر بھی یہ قایم
کہ آتا ہے جو کچھ مال غنیمت ۔ نہیں کرتے وہ حسب شرع قسمت
محمد ایک ابن مسلمہ تھا ۔ یہی رہتا تھا ہر دم کام جس کا
امیر انکی کرے تحقیق حالات ۔ اگر پیدا ہوں انپر کچھ شکایات
دیا ان کو عمر نے حکم فی الحال ۔ کرے وہ سعد کا تحقیق احوال
کیا تحقیق ابن مسلمہ نے ۔ تو وہ سارے گلے بیکار نکلے
ہوئی لیکن شکایت یہ نمودار ۔ نمازوں میں ہے سستی کا روادار
بھلا حضرت عمر کیا تاب لاتے ۔ کیا معزول انھیں فوراً بلاکے
زمانہ کی وہ اب بدلی ہے صورت ۔ کہ جو حاکم ہو پابند عبادت
کہیں انکو مہذب آپ بن کے ۔ کہ یہ حضرت پرانے ہیں فیشن کے

رہیں مسجد میں جب مشغول اذکار	حکومت سے انھیں پھر کیا سروکار
قسم ایمان کی کہتا ہوں کھا کر	انھیں باتوں سے ہے اسلام ابتر

سولھواں حق رعایا کو تلقین دین کرنا

مسلماں ہو جو سلطاں اور رعیت	سکھائے سبکو احکام شریعت
رعایا جسقدر ہو اس کی محکوم	رہے تلقین مذہب سے نہ محروم
طریقہ پر عبادت کے لگائے	انھیں جادہ پہ طاعت کے لگائے
معاصی اور مناہی سے بچائے	عقوبت کی تباہی سے بچائے
تمرد پر سیاست سے بھی لے کام	اطاعت پر ریاست سے بھی لے کام
نہو احکام شاہی سے جو آگاہ	تو حاکم جانتا ہے اسکو گمراہ
تو لازم ہے کہ ہر اک اس سے ہو خوار	نہو جو حکمِ خالق سے خبردار
حدیثِ پاک سے ہوتا ہے اثبات	کہ ہیں یہ تین ایماں کی علامات
بُرے کاموں کو ہاتھوں سے مٹا دے	اگر ممکن نہو روکے زباں سے
نہ ہو طاقت اگر یہ بھی تو انساں	ہے لازم دل سے جانے اسکو عصیاں
نہو گر دل میں بھی اسکی قباحت	تو ہے یہ ضعفِ ایمانی نہایت
مٹانا ہاتھ سے ہے کار حاکم	زباں سے منع کرنا فرض عالم
جہاں تک ہو بُرا دل سے سمجھنا	یہ شیوہ ہے عموماً اہلِ دیں کا
رعایا پر اگر رکھکر حکومت	کرے انپر نہ حاکم حکمِ طاعت
نہ کچھ اصلاح میں ہو انکی ساعی	تو سونگھے گا نہ وہ جنت کی بو بھی
ادا جن سے نہو کچھ حق خالق	تو کیونکر ہیں بھلا وہ اسکے لائق
کہ حاکم کی اطاعت کو بجا لائیں	اور اپنے فرض خدمت کو بجا لائیں
کہ خالق سے نہ جو بندہ ڈرے گا	بھلا حاکم کی پروا کیا کرے گا

رعایا پر بقدر رہے جو محصول — توجہ کسقدر رہے اسپہ مبذول
کہ ہیں اس کام پر اشخاص نوکر — جو لیں محصول سالانہ برابر
جو ہو معذور دینے میں کسی طور — لگادیں اشتہار اک گھر پہ فی الفور
نہ دے اس پر بھی گر محصول کوئی — تو اسکی ملک پر آجائے ضبطی
غرض حاکم نہ اپنے حق کو چھوڑے — کرے نیلام گاڑی ہو کہ گھوڑے
تو ہوا اللہ کے جو حق سے غافل — سمجھ لے آپ سلطاں گر ہے عاقل
کہ اس اللہ کا ہوں میں خلیفہ — مرا منصب یہ ہے اور یہ وظیفہ
کہ لوں مخلوق خالق سے میں جھڑتی — خدا کا حق رہے انپر نہ باقی
کروں ضایع نہ اس آقا کی نعمت — نمک کھا کر بجا لاؤں یہ خدمت
مری آنکھوں کا گر ہو نور زایل — تو شاہی کے رہونگا میں نہ قابل
ضعیفی سے جو ہو جاؤنگا معذور — تو ملک و مال سے ہو جاؤنگا دور
رعایا کا نہ جب میں کر سکا کام — حکومت ہی سے ہو جاؤنگا ناکام
مگر ہے فضل حق مجھپر یہاں تک — کہ میں معذور ہو جاؤں جہانتک
برابر رزق پہونچائے گا مجھکو — نہ وہ محروم فرمائیگا مجھکو
جو ہوا نا مہرباں سارا زمانہ — نہ بھولے گا مجھے رب یگانہ
تو مجھکو شکر بھی لازم ہے اسکا — ہدایت خلق کی ہے کام اچھا
مرے عمال اور خادم ہیں جتنے — حساب اپنا لیا کرتا ہوں انسے
یونہیں اک دن خدا پوچھیگا مجھسے — حساب اپنا بھی خالق لیگا مجھسے
نہ بن آئیگی مجھسے واں کوئی بات — کہونگا ہائے کچھ اچھی نہ کی بات
یہاں قرآن ہے ہر چند موجود — حدیثوں میں ہیں لاکھوں پند موجود
ہر اک سو وعظ بھی کرتے ہیں عالم — مدارس جابجا لاکھوں ہیں قایم
حکومت ہے مگر وہ تازیانہ — کہ چل سکتا نہیں جس سے بہانہ
حکومت اب مجھے کرنا ہے لازم — رہیں تا دین کے احکام قایم

عذاب حشر کو سمجھے ہے سب دُور — مگر خوف سیاست سے ہیں مجبور
کہ ہے اس کا ضرر آنکھوں سے پنہاں — نتیجہ اس کا ہے دست و گریباں
کروں میں قصّہ شدہ وہ کام — نہ نفع دینوی کا جس میں ہو نام
کئے جو راستے ہموار ہم نے — تو وہ سب ہیں تجارت کی غرض سے
جو بنوائے ہیں نہریں یا کہ تالاب — زراعت اس سے ہے مقصود اصحاب
بٹھائے ہر محلہ میں ہیں تھانے — غرض ہر شخص اپنا حکم مانے
ہے ڈنکا اور یہ نوبت اور یہ لشکر — کہ اپنا کرّ و فر ظاہر ہو سب پر
نکالیں ہر طرف ہم نے جو ریلیں — یہ مطلب ہے کہ سب کا مال لے لیں
عدالت میں غرض یہ بھی لگی ہے — کہ بکری کاغذ ممہور کی ہے
ہر اک جا اک خلیفہ ہیں تحصیل — غرض ان سے یہی رہتی ہے اکثر
کہ تا یہی اس پہ ہو انعام سرکار — بلا تکلیف ہو انجام سرکار
رعایا گر رکھے باہم مسائل — خزانہ کو ہو اس سے نفع حاصل
غرض ہیں کام صدہا انتظامی — کہ ہے اخلاص کی ان سب میں خامی
ہوا مجھ سے نہ کوئی کام ایسا — غرض ہو ملک کی جس میں اصلا
خدا کا بھی کروں اب کام کوئی — کہ جس سے آخرت کی ہو نکوئی

حضرت عمرؓ کا خطبہ

عمر نے خطبہ اکدن یہ سنایا — کہ شاہد کرتا ہوں تجھکو خدایا
کہیں نے ہر طرف بھیجے جو عامل — غرض میری یہی ہے ان میں شامل
کہ تیرے دین کو عالم میں پھیلائیں — نبی کا جو طریقہ ہو وہ سکھلائیں
غنیمت کو کریں تقسیم یکساں — عدالت میں ہیں مصروف ہر آں
کوئی گر واقعہ پیش آئے ان کو — کہ جس کا فیصلہ وقت طلب ہو

تو اس کو بھیجدیں وہ میری جانب — کہ اس کا فیصلہ مجھپر ہے واجب
سنو لوگو قسم اللہ کی ہے — جو کچھ مطلب ہے میرا وہ یہی ہے
کہ عامل ظلم سے تم کو نہ ماریں — نہ ہرگز وہ تمھاری کھال اتاریں
کسی کا مال ناحق وہ نہ کھائیں — تمھارا دین وہ تمکو سکھائیں
خلاف اس کے ہو جب عامل کی حالت — کہ جس سے تم کو پہونچی ہو ملالت
تو مجھپر صاف کر دو آشکارا — کہو تم حال اسکا مجھ سے سارا
یہ کہتا ہوں قسم کھا کر میں اسکی — کہ ہے قبضہ میں جسکے جان میری
کہ بدلہ بے تامل اس سے لونگا — رعایت کچھ نہ عامل کی کرونگا

سترھواں حق رعایا کے شکوہ سے غض بصر کرنا

کریں سختی اگر محتاج و ناچار — برا مانے نہ حاکم اس کا زنہار
جو سر خط اطاعت پر نہ دہریگا — تو وہ شکر و شکایت بھی کریگا
کسی کا حق اگر ہو جائے برباد — نہ ہو جبتک تدارک ہے وہ بیداد
مگر یہ مدعا کیوں کر ہو حاصل — اگر حاکم رعایا سے ہو غافل

حکایت حضرت عمر اور ایک ضعیفہ کی

عمر جب شام سے آتے تھے اکبار — تو ان کے جسقدر ہمراہ تھے یار
نکلجاتے تھے سب کو چھوڑ کر آپ — لیا کرتے تھے لوگوں کی خبر آپ
سنو یہ حال ہے عبرت کے قابل — ہوے اک جھونپڑے میں آپ داخل
وہاں رہتی تھی اک بیکس ضعیفا — عمر کا حال اس عورت نے پوچھا
کہا فاروق نے یہ ماجرا ہے — کہ واپس شام سے وہ آرہا ہے

لگی کہنے وہ بڑھیا بھر کے اک آہ
جزائے خیر دے اسکو نہ اللہ

عمر نے تب پریشاں ہوکے پوچھا
بھلا اس بد دعا کا ہے سبب کیا

کہا جب سے ہوا ہے وہ خلیفہ
دیا مجھکو نہ اب تک کچھ وظیفہ

کہا فاروق نے سن اے نکوکار
وہ تیرے حال سے کب ہے خبردار

رہا کرتی ہے تو جنگل میں دن رات
اسے معلوم ہوں کیا تیرے حالات

کہا صد حیف گر جانے نہ مجھکو
پھرے عالم میں پہچانے نہ مجھکو

عمر رونے لگے سنکر یہ تقریر
کہا اس سے نہایت ہوکے دلگیر

کہ تو اپنی شکایت بیچ کر دے
رقم ہو جسقدر منظور لے لے

کہا فاروق سے یہ سنکے اس نے
تمسخر کس لئے کرتا ہے مجھ سے

کہا کہتا ہوں سچ میں تجھ سے یہ بات
نہیں ہے یہ تمسخر یا خرافات

رہا یہ دیر تک جس وقت اصرار
مقرر ہوگئے پچیس دینار

کہ عبداللہ بن مسعود آئے
علی پاک بھی تشریف لائے

سلام آکر خلیفہ کو کیا جب
پشیماں وہ ضعیفہ ہوگئی تب

عمر کا نام سنکر چونک اٹھی
لگی ڈرنے کہ ہوگی کچھ سزا بھی

تشفی دی اسے حضرت نے کیا خوب
کہ لے دینار کیوں ہوتی ہے مرعوب

عوض پلٹے اسے دینار دے کر
چلے آئے دعائیں اسکی لے کر

گزارش قوم کی خدمت میں

کوئی کہدے یہ ارباب دول سے
خدا کے پاس عزت ہے عمل سے

عمل کرتا ہے ایماں پر دلالت
عمل معلول اور ایماں ہے علت

عمل جسمیں نہو ایماں نہیں ہے
اگر قالب نہو تو جاں نہیں ہے

عمل جبتک نہو انساں کے بہتر
نہیں وہ خیر امت بلکہ ہے شر

عمل جبوقت تک اسلام میں تھا
ہر اک جا دین کا بجتا تھا ڈنکا

عمل جاتا رہا اے وائے بیداد
عمل چھوٹا ہوا سب دین برباد

عمل امت کے سب ہو کر اکھٹا
گذرتے ہیں حضور شاہ والا

یہ جب افعال ہوتے ہونگے معلوم
تو کیسا آپ ہوتے ہوں گے مغموم

مسلمانوں یہ بتلاؤ خدارا
کہ غم حضرت کا تمکو ہے گوارا

ارے افعال لاطائل کو چھوڑو
بری جو رسم ہو منہ اس سے موڑو

اگر ہوتے یونہی اصحاب اخیار
رسوم خاندانی میں گرفتار

تو قرآں پر کبھی ایماں نہ لاتے
نہ ہرگز دین کی شوکت بڑھاتے

نہ ہوتے جانب سنت وہ مائل
نہ پڑھتے اسقدر ان کے فضائل

اگر وہ دین کی کرتے نہ تحقیق
تو کہلاتے نہ صالح اور نہ صدیق

نہ رکھتے علم دیں سے کچھ سروکار
رسوم جاہلیت میں گرفتار

خوشی جس بات میں اللہ کی ہو
فقط جس امر میں حکم نبی ہو

اسی کی پیروی لازم ہے جانو
کبھی شیطاں کا کہنا نہ مانو

بنی آدم کا وہ دشمن قوی ہے
رہ ایماں کا وہ رہزن قوی ہے

یقیں جانو لحد میں ہو گی خفت
نہ پوچھیں گے بجز توحید و سنت

قیامت میں بھی پوچھینگے یہی بات
نہ کام آئے گی اس جا نسل و ذات

پانچواں باب دعا بدرگاہ رب الارباب

الٰہی رحم کی ہم پر نظر کر
گناہوں سے ہمارے درگذر کر

تو اپنی راہ کی کر خاک ہمکو
پھر اک دن خاک سے کر پاک ہمکو

ترے فضل و کرم کے ہم ہیں محتاج
ہمارے سر پہ رکھدے فضل کا تاج

عبادت کا نہیں ہے ہم میں مقدور
مگر ہو جیسی قدر کر لے تو منظور

نہو جس فعل سے یا رب تو خوشنود
مگر جس فعل میں تیری رضا ہو
غضب سے رکھ ہمیں محفوظ یا رب
خزانہ تیری بخشش کا لگے ہاتھ
الٰہی ہم اگر ہو جائیں ثانی
قیامت میں بھی رحمت کی نگہ ہو
چھڑا دل کی ہمارے تو سیاہی
شفاعت سے نبی کی بہرہ ور کر
پذیرا کر ہماری عذر خواہی
ہمارے واسطے تو ایک بس ہے
تجھی سے ہے ہمیں یا رب سروکار
کیا کرتے ہیں سب تیری عبادت
سوا تیرے ہے سب مخلوق ایسی
کریں سب ملکے ہمیں سعی ہر چند
جو مکھی چھین لے جائے کوئی شے
ضعیف ایسے وہ جب ہیں یا الٰہی
کوئی مطلوب ہو یا کوئی طالب
الٰہی چھوڑ کر تیرا سہارا
قیامت کا وہ مشکل مرحلہ ہے
دکھانا یا الٰہی شان بخشش
ریا دل سے ہمارے دور کر دے
ہمیشہ شرک و بدعت سے بھی رکھ دور
بچا ابلیس ملعوں کی دغا سے
رکھ اس سے دور ہی اے پاک معبود
ہمیں توفیق اسکی الحذر ہو
کرم سے کر ہمیں محفوظ یا رب
ہمارا حشر ہو ابرار کے ساتھ
عطا کرنا نعیم جاودانی
لوائے حمد کے نیچے جگہ ہو
نہو تا حشر کے دن رو سیاہی
کہ پائیں جنت الفردوس مرکز
بچانا نار دوزخ سے الٰہی
سوا تیرے کہاں فریاد رس ہے
نہیں تیرے سوا کوئی مددگار
تجھی سے ہے ہمیشہ استعانت
نہ پیدا کر سکے جو ایک مکھی
رہیں ناکام ہی وہ الحذر تو بد
چھڑانے کی مجال انمیں نہیں ہے
تو نکلے گا نہ ان سے مدعا ہی؛
وہ سب مغلوب ہیں بس تو ہے غالب
پھر اب ڈھونڈوں بھلا کسکا سہارا
کہ دلمیں جسکے ڈر سے زلزلہ ہے
گنہگاری ہو وان سامان بخشش
اور اس کے بدلے تو اخلاص بھر دے
نہ رکھ توحید و سنت سے بھی مہجور
سدا محفوظ رکھ ہر اک بلا سے

غم و اندوہ دے یارب ایسا
ہمارے دل نہوں جس سے شکیبا

گوارا وہ نہیں ہے ہمکو راحت
کہ ہو جس میں ترا کفران نعمت

خداوندا یہ ہے ہم کو تمنا
کہ تیری یاد ہو اور دل ہو اپنا

عطا کر ہمکو توفیق عبادت
کہ چھوڑیں نفس امارہ کی طاعت

الٰہی دل میں ظلمت کو نہ جادے
تو اسمیں نور ایماں کا بڑھا دے

بنیں دنیا ہی میں عقبےٰ کے ہم مرد
ہوا و حرص سے ہو جائے دل سرد

رہیں ہم وصل سے تیرے ہی مانوس
نہ مطلق مرگ کی تلخی ہو محسوس

بہشتوں کی میسر سیر ہو جائے
ہمارا خاتمہ بالخیر ہو جائے

لحد کو آشنا کر دیں اگر بند
نہو یارب تری رحمت کا در بند

پھریں گو دوست ہمکو دفن کر کے
رہیں موجود رحمت کے فرشتے

فشار قبر سے ہم ہوں نہ بیچین
سوالوں سے نہ گھبرا دیں نکیرین

جواب با صواب آ جائے لب پر
نہوں شرمندہ ہم اے بندہ پرور

کھلے رحمت سے تیری اے خداوند
در فردوس جسدم قبر ہو بند

نسیم روضۂ رضواں کے جھونکے
بسا دیں قبر کو بوئے جناں سے

تری رحمت کا چمکے اسقدر نور
کہ ظلمت اسکی سب ہو جائے کافور

اسی میں ہے سبکدوشی ہماری
کہ رکھنا پلۂ اعمال بھاری

بڑھانا نیکیوں کا وزن یارب
سبک ہوں سامنے جسکے گنہ سب

قیامت کی کر آساں ہر مصیبت
کہ ہے فضل و کرم کی تجھکو عادت

ہوئی توبہ جو آدم کی پذیرا
وہ سب تیری ہی بخشش کا سبب تھا

خلاصی نوح کو طوفاں سے بخشی
بچائی ڈوبنے سے اُن کی کشتی

گرے آتش میں ابراہیم جسدم
بنی وہ آگ ساری باغ خرم

خلاصی چاہ سے یوسف نے پائی
ہوئی زنداں سے بعد اُسکے رہائی

بچایا تو نے اسمٰعیل کو بھی
گلوئے نازنیں تھا اور چھری تھی

مدد یونس کی تو نے کی الٰہی ۔ ہوئے جب وہ غذائے بطن ماہی
اس آفت میں ہوا تو ہی مددگار ۔ سلامت نیل سے موسیٰ ہوئے پار
ہوئے عیسیٰ کے درپے جب ستمگر ۔ اٹھایا تو نے ان کو آسماں پر
مرض ایوب کا ایسا تھا جانکاہ ۔ کہ مارے ضعف کے کرتے تھے آہ
بھرا تھا تن بدن کیڑوں سے سارا ۔ زباں میں تھا نہ اف کرنے کا یارا
نہ تھے خارش سے اکدم چین پاتے ۔ گرے ناخن کھجانے ہی کھجاتے
بدن اس طرح سے پھٹ پھٹ گیا تھا ۔ کہ بدبو ہوگئی تھی اس میں پیدا
ہوئے اعضا و امعا کٹ کے بیکار ۔ ٹھہرتی تھی غذا جس میں نہ زنہار
نہ باقی پاؤں میں چلنے کی قوت ۔ نہ مطلق ہاتھ میں جنبش کی قدرت
لبوں پر گو کہ جان ناتواں تھی ۔ دعا لیکن یہی ورد زباں تھی
کہ یارب یہ بڑا احساں ہے تیرا ۔ کہ اس حالت میں صابر مجھکو رکھا
یہ سختی ہے اگر تیری رضا سے ۔ تو ایذا اور بڑھ جائے بلا سے
عتاب و نارضامندی اگر ہو ۔ تو مجھپر مرحمت کی اب نظر ہو
بہت انکی ہوئی جب غیر حالت ۔ تو آیا جوش میں دریائے رحمت
ہوا یہ حکم جبریل امیں کو ۔ کہ ٹھکرا دیں ذرا جا کر زمیں کو
ہوئے جبریل واں فوراً ہویدا ۔ کیا چشمہ زمیں سے ایک پیدا
کہا ایوب سے اٹھو نہاؤ ۔ اسی میں درد دکھ سب چھوڑ آؤ
پس اکدم میں تری قدرت کے صدقے ۔ نہا کر ہوگئے ایوب اب چنگے
اسی دم آگئی سب تاب و طاقت ۔ اسی دم ہوگئی کچھ اور حالت
گئے باہر اسی دم ہو کے مسرور ۔ زباں پر شکر تھا چہرے پہ تھا نور
انھیں بی بی نے بستر پر نہ پایا ۔ نہایت غم سے دل انکا بھر آیا
نہ تھیں ایوب کی حالت سے آگاہ ۔ انھیں آیا نظر اک مرد ناگاہ
نہ کی بات اس سے کچھ ہیبت کی مارے ۔ کہ لرزاں دست و پا انکے تھے سارے

کہا ایوب نے تو کیوں ہے مضطر
کہ اک بیمار عاجز اس جگہہ تھا
کہا ایوبؑ نے ایوبؑ ہوں میں
یہ سن کر غیظ اس بی بی کو آیا
تمسخر مجھ سے کیوں کرتا ہے اے شخص
کہا ایوبؑ نے جوشِ فرح سے
کھلا طرزِ تبسم سے یہ اسدم
رہے آفت میں اٹھارہ برس تک
خداوندا یہ تھی سب تیری رحمت
سلیمانؑ کی حکومت چھن گئی جب
نئے سر سے کیا ان کو سرافراز
بصارت جب ہوی یعقوبؑ کی دور
ہمارے شافعِ روزِ جزا کو
بہت کفار نے پہونچائی تکلیف
بہت اشرار نے چاہی تباہی
نہ ہوتی گر تری رحمت پہ رحمت
تجھے منظور گر یارب ضرر ہو
ترا مند دل گر احسان ہو جائے
ضعیف اسلام یارب ہو گیا ہے
ہوئے ہیں سنتیں بدعت میں داخل
شریعت کا تحفظ اٹھ گیا ہے
رواج خاندانی ہو گیا دیں
غمی اور شادیوں میں ہے وابیداد

تو وہ بی بی لگی کہنے یہ رو کر
اٹھا کر گرگ اس کو لے گیا کیا
نہ ہو مضطر ترا مطلوب ہوں میں
یہ کہہ کر اس طرف سے منہہ پھرایا
خدا سے تو نہیں ڈرتا ہے اے شخص
مجھے تو دیکھ تو اچھی طرح سے
کہ یہ ایوبؑ ہیں جاتا رہا غم
شفا دی تو نے بعد اسکے یکایک
دیا صبر ان کو پہلے بعد آفت
خبر تو ہی نے لی پھر انکی یارب
دیا پھر سلطنت کا ان کو اعزاز
عطا تو نے کیا آنکھوں میں پھر نور
محمد مصطفےٰ خیر الورا کو
بہت اعرابیوں سے پائی تکلیف
مگر تو نے حفاظت کی اسلیے
تو پھر ہر طرح تھی رحمت پہ رحمت
کسی کی سعی بھی کیا کارگر ہو
تو ہر اک غیب سے سامان ہو جائے
نہ ہونا تھا جو کچھ سب ہو گیا ہے
ہوی ہیں بدعتیں سنت میں داخل
علَمِ عالم میں فتنے کا بپا ہے
نہیں معلوم کس جا سو گیا دیں
گئے ہیں امر نا مشروع ایجاد

طریقت سے کج و د اکج ہے رفتار
برے افعال کو سمجھیں برا بھی

سمجھتے ہیں عدو شیطان کو بھی
اسی میں جانتے ہیں اپنی عزت

ریاکاری کا گنجینہ ہے سینہ
ہوی ہیں محدثات اتنی نمایاں

رہیں قرآن سے غافل سراسر
بلا سے دین کی صورت بگڑ جائے

نفاق اب اسقدر پھیلا ہوا ہے
نہ ہمدردی کہیں اسلام کی ہے

ہوی یہ دین کی توہین اے دا ے
کرے اسلام کی جو خیر خواہی

نہو پھر دین میں کس طرح تنگی
اوامر شرع کے لائیں بجا خاک

کسی سے گر نہ پہونچے کچھ اذیت
وہ محسن ہے نہ ہو جو دشمن جاں

بڑی ہے یہ مصیبت یا الٰہی
ہمارے سر سے اس آفت کو تو ٹال

جو اک توحید کی ہے راہ سیدھی
ہر اک بدعت سے منہ کو اپنے موڑیں

رہے اخلاص ہی کے جیب میں سر
نہ چھوڑیں ہاتھ سے اصحاب کی چال

الٰہی حشر کے فتنے ہیں بھاری
ہوائے نفس میں سب ہیں گرفتار

مگر اس سے نہ باز آئیں ذرا بھی
مگر پھر پیروی کرتے ہیں اسکی

ہوے اعمال بد اسباب زینت
حسد ہے بغض ہے نخوت ہے کینہ

کہ جنکو دیکھ کے ہے عقل حیراں
چلیں ہرگز نہ احکام نبی پر

مگر کچھ کام دنیا کا نہ اڑ جائے
کہ اخلاص آہ یا لائے ہوا ہے

نہ عزت شرع کے احکام کی ہے
ہنسیں گر دین کا کچھ ذکر آجائے

اسی کے سر یہ آجائے تباہی
جہاں صبح و مسا ہو خانہ جنگی

رہیں آپس میں جھگڑے جب یہ ناپاک
یہی ہے اس زمانہ میں غنیمت

اذیت کا نہ دنیا ہی ہے احساں
نہ کیوں اسلام کی پھر ہو تباہی

کہ جس سے ہم ہوئے جاتے ہیں پامال
لگا اس راہ پر ہم کو الٰہی

کبھی سنت کے دامن کو نہ چھوڑیں
قدم رکھیں شریعت سے نہ باہر

نہوں غفلت میں ہم ذلت سے پامال
ہے تیرے ہاتھ واں عزت ہماری

تری مرضی کو ہم سمجھیں مقدم
میسّر ہو ہمیں روزِ قیامت
نہیں غم گر زیاں دنیا میں پائیں
تمتع لاکھ ہو بدعت سے موجود

نہ جسدن نفع دیں گے مال و اولاد
تو ہے آمرزگار اور ہم گنہگار
یہ مانا ہم نے۔ ہیں بےحد معاصی
نہیں کچھ مغفرت کا یاں تو ساماں

الٰہی ہے یہ اپنی خواہشِ دل
کہ دنیا آئے گی محشر میں جس روز
وہ ہوگی شکل میں فرتوت اک زال
بہت بدصورت اور آنکھوں کی چندھی

فرشتے پوچھیں گے دکھلا کے اسکو
کہیں گے لوگ اسکو دیکھکر یوں
جواب اس کا ملے گا ہے یہ دنیا
پھر اسکے بعد ہی جھونٹے پکڑ کر

تو چلا کر پکارے گی یہ دنیا
یہ ہوگا حکم اُن کو بھی بلالو
الٰہی اس گھڑی سے تو بچانا
الٰہی اس جہاں اور اُس جہاں میں

مرادوں کا ہے تو بر لانے والا
گناہوں پر عقوبت بھی کرے تو
کبھی تجھکو کسی کا ڈر نہیں ہے

رہیں تکلیف میں بھی شاد ہی ہم
ترا دیدار حضرت کی شفاعت
نبی کی پیروی سے ہم نہ باز آئیں
ہمارے دل سے کر حرص اسکی مفقود

اسی دن چاہئے ہے تیری امداد
مددگار ایک تو اور سب تبہ کار
تری رحمت بھی ہے بیحد الٰہی
تری رحمت کے آگے ہے یہ آساں

کہ ہوں اتباع دنیا میں داخل
تو اس کے ساتھ ہونگے اسکے دلسوز
بڑے ٹھیکے دئے اور بدنما حال
تطہر اک طرف ڈالیگی اپنی
کہ لوگو تم اسے کیا جانتے ہو

ہمیں کیا کام پہچانیں اسے کیوں
کہ تم کو جس کی رہتی تھی تمنا
پٹک دیں گے اسے دوزخ کے اندر
کہ جو اتباع تھے میرے ہیں کس جا
اور اس کے ساتھ ہی دوزخ میں ڈالو
ہمیں یہ دن نہ محشر میں دکھانا
عطا کر عافیت تو جسم و جاں میں
مصیبت سے رہا فرمانے والا
عطا گلزار جنت بھی کرے تو
کوئی تجھ سے توانا تر نہیں ہے

کسی کا یہ نہیں مقدور زنہار
کہ تیرے حکم سے کر بیٹھے انکار

تری قدرت کے آگے خلق ہے گم
جہاں اک پھول اک شعلہ جہنم

ترے اس حکم سے ہم ہیں خبردار
کہ ظالم کا نہیں کوئی مددگار

پیمبر نے ترے یا رب سنا دی
بلند آواز سے ہمکو سنا دی

کہ اپنے رب پہ تم ایمان لاؤ
ہدایت نعمت عظمیٰ ہے آ و

تو بے شک تجھ پہ ہم لائے ہیں ایماں
ہدایت کر ہمیں اور بخشش عصیاں

بسر ہو زندگی ابرار کے ساتھ
انھیں مرقد سے ہم ابرار کیساتھ

کیا ہے تو نے جو وعدہ خدایا
رسولوں کی زبانی ہم کو پہنچا

خداوندا عطا کر امر موعود
ہمارا ہے یہی مطلوب و مقصود

نہ کرنا ہم کو تو محشر میں رسوا
کہ ہے وعدہ ترا بے شبہ سچا

نہ دکھلا ہم کو صورت ظالمونکی
رہے صحبت میسر صالحونکی

تحمل ہم سے جس شے کا ہو دشوار
نہ رکھ ہمپر الٰہی اسکا تو بار

ہمارے سب جرائم عفو کر دے
کرم سے دامن امید بھر دے

تری رحمت کا ہمکو ہے سہارا
تو ہی ہے دوست اور مونس ہمارا

طمع یہ بھی ہے تجھ سے یا الٰہی
کہ دے ازواج اور اولاد ایسی

کہ حاصل جس سے ہو آرام اور چین
ہمارے واسطے ہوں قرۃ العین

الٰہی متقی جتنے ہیں بندے
ہمیں تو پیشوا ان کا بنا دے

